حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

الجماعۃ

مئی-جون ۲۰۲۵ء

ظہور اسلام اور تزکیہ حج

اسلام در حقیقت دین ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھا اس لیے وہ ابتدا ہی
سے اس حقیقت گمشدہ کی تجدید و احیا میں مصروف ہو گیا جس کا قالب
حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا۔
اسلام کا مجموعہ عقائد و عبادات صرف توحید، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج سے
مرکب ہے لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس سے اس
تمام مجموعے کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے اور یہ تمام ارکان اس کے اندر جمع
ہو گئے ہیں۔ از: امام الھند مولانا ابو الکلام آزاد علیہ الرحمہ
(رسول رحمت: ۶۰۷)

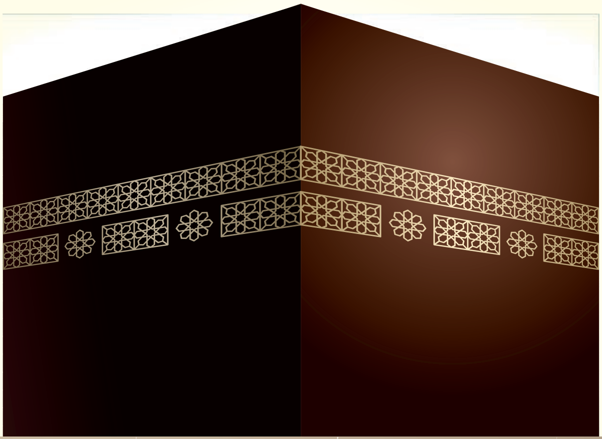

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یداللہ علی الجماعۃ

حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

مجلہ الجماعۃ

خصوصی شمارہ

ذوالقعدۃ-ذوالحجۃ ۱۴۴۶ھ ● مئی-جون ۲۰۲۵ء

سرپرست
عبدالسلام سلفی
سعید احمد بستوی

مدیر
عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

نائب مدیر
عبدالجلیل انصاری

مجلس ادارت
عنایت اللہ مدنی
عبدالواحد انور یوسفی
عبدالمعید مدنی (مہلہ)
عبدالجبار سلفی
ڈاکٹر عبدالمبین خان

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو-ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai

subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com

نگارشات

حلقۂ قرآن	اپنے دشمن کو سمجھو	شیخ رفیع اللہ سلفی	3
حلقۂ حدیث	قربانی کا وقت اور اس کے ایام	شیخ عبد الجبار انعام اللہ سلفی	6
اداریہ	فریضۂ حج امن وانسانیت کا ایک عالمی پیغام	مدیر	8
مظاہر وتعلیمات	حج اور توحید باری تعالیٰ کے مظاہر	شیخ نثار احمد محمد مستقیم مدنی	10
تحقیقات وتنبیہات	کیا حج وعمرہ کی قبولیت قبر نبوی کی زیارت پر موقوف ہے؟	ڈاکٹر فاروق عبد اللہ نراین پوری	16
توجیہات وارشادات	مسجد نبوی کی زیارت اور ہمارا رویہ	دکتور اجمل منظور مدنی	19
احکام ومسائل	عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی سے متعلق بعض اہم مسائل	شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی	25
بحوث ومقالات	رحمت الٰہی کے مظاہر	شیخ رضوان اللہ سراجی	31
احساسات وتاثرات	دیارِ رسول ﷺ میں چند روز	شیخ رشید سمیع سلفی	36
فقہ وفتاویٰ	حج کے متعلق بعض مسائل وفتاوے	شیخ عبد الحکیم عبد المعبود مدنی	41
آئینۂ جمعیت وجماعت	جمعیت کی دعوتی وتعلیمی سرگرمیاں	ادارہ	46

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

حلقۂ قرآن

اپنے دشمن کو سمجھو

● شیخ رفیع اللہ سلفی (داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُواْ مِمَّا فِى ٱلْأَرْضِ حَلَٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ١٦٨ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِٱلسُّوٓءِ وَٱلْفَحْشَآءِ وَأَن تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرۃ:۱۶۸-۱۶۹]

''اے لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں علم نہیں''۔

فوائد: آیت کریمہ میں چند چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

(۱) رزق حلال کماؤ اور کھاؤ۔

(۲) شیطانی کاموں کو مت اپناؤ۔

(۳) شیطان تمہارا ابدی ازلی دشمن ہے۔

(۴) شیطان ہمیشہ انسان کا برا چاہتا ہے اور اسے برائی ہی کی دعوت دیتا ہے۔

(۵) اور اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی باتیں انسان سے کہلواتا ہے جس سے اس کا ایمان بگڑ جاتا ہے اور بعد میں خود برأت کا اظہار کردیتا ہے۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے اسے ان کے لئے حلال کردیا ہے میں نے اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا مگر شیطان نے اس دین حنیف سے انہیں ہٹادیا اور میری حلال کردہ چیزوں کو ان پر حرام کردیا''۔ [صحیح مسلم: **الجنة باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا أهل الجنة وأهل النار:۲۸۶۵**]

■ **شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔** ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُواْ حِزْبَهُۥ لِيَكُونُواْ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ﴾ [فاطر:۶]

''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہوں''۔

■ **شیطان انسان کا پکا دشمن ہے** اور انسان کو طرح طرح سے پھسلانے اور بہکانے میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات پر اس کی چال بازی اور دھوکہ دہی کا تذکرہ کیا ہے۔ چند ایک آیات یہ ہیں:

﴿قَالَ فَبِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَٰطَكَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ١٦ ثُمَّ لَءَاتِيَنَّهُم مِّنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَٰنِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَٰكِرِينَ ١٧ قَالَ ٱخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ﴾

''پھر شیطان نے کہا کہ مجھے تو تو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر (گمراہ کرنے) ان کے لئے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ (اللہ نے) فرمایا کہ نکل جا یہاں سے ذلیل وخوار ہوکر، جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو

بھر دوں گا“۔ [الاعراف:۱۶-۱۸]

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ فِى ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ وَعَنِ ٱلصَّلَوٰةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ [المائدۃ:۹۱]

”شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوادے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تمہیں (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیے“۔

■ **شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے:**

علی بن حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تھے اور آپ کے پاس آپ کی بیویاں تھیں وہ روانہ ہونے لگیں تو آپ نے صفیہ بنت حی سے فرمایا:

جلدی نہ کرو یہاں تک کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں اور ان کی کوٹھری اسامہ بن زید کے گھر میں تھی، نبی ﷺ ان کے ساتھ چلے۔تو آپ سے دو انصاری ملے ان دونوں نے نبی ﷺ کو دیکھا پھر آگے بڑھے اور نبی ﷺ نے ان دونوں کو پکارا:

”تَعالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، قَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا“. [صحیح بخاری، الاعتکاف باب زیارۃ المرأۃ زوجھا فی اعتکافہ:۲۰۳۸]

”تم دونوں آؤ یہ صفیہ بنت حی ہیں۔ان دونوں نے عرض کیا سبحان اللہ یا رسول اللہ ﷺ (آپ کی طرف سے کوئی بدگمانی ہوسکتی ہے؟) آپ نے فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ پیدا کردے“۔

■ **ہمیشہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے:**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”انسان پر شیطان کا بھی ایک اثر ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی، شیطان کا اثر شر کا وعدہ اور حق کی تکذیب ہے جبکہ فرشتے کا اثر بھلائی کا وعدہ دینا اور حق بات کی تصدیق کرنا ہے۔پس جو شخص اپنے اندر اسے پائے تو جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ کی تعریف بیان کرے اور جو کوئی پہلے والا اثر پائے تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ٱلشَّيْطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِٱلْفَحْشَآءِ﴾ [البقرۃ:۲۶۸]

شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے“۔[ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ البقرۃ:۲۹۸۸]

■ **شیطان سے بچاؤ کا طریقہ:**

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا اے اللہ کے رسول! شیطان میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور مجھ پر نماز میں شبہ ڈالتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے جب تو ایسی بات محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کر اور اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دیا کر۔پس میں نے ایسے ہی کیا تو شیطان مجھ سے دور ہوگیا۔[صحیح مسلم: السلام، باب التعوذ من الشیطان الوسوسۃ فی الصلاۃ:۲۲۰۲]

■ **شیطان سے بچاؤ کی ایک دعا:**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے روزانہ سو مرتبہ یہ دعا پڑھی: ''**لا إله إلا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على کل شئ قدير**'' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اس کا کوئی شریک نہیں اس کی حکومت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا سو نیکیاں اس کے لئے لکھ لی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور وہ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور روز محشر کوئی شخص اس سے بہتر ثواب کا عمل پیش نہ کر سکے گا ہاں وہ شخص کر سکے گا جس نے اس دعا کو اس سے زیادہ پڑھا ہو۔ [بخاری: ۳۲۹۳، مسلم: ۲۶۹۱]

■ **شیطان سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر:**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''**إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ، أَوْ قَالَ جُنْحُ اللَّيْلِ**''.

کہ جب رات کو تاریکی چھانے لگے تو:

''**فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ**''.

''اپنے بچوں کو (گھروں) سے باہر نہ جانے دو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو''۔

''**وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ**''.

''اور اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو''۔

''**وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ**''.

''اور اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ گل کرو''۔

''**وَأَوْكِ سِقَاءَكَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ**''.

''اور اللہ کا نام لے کر اپنے پانی کا برتن بند کرو''۔

''**وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا**''. ''اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن ڈھانک دو اور اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو عرضاً کوئی چیز اس پر رکھ دو''۔ [صحیح بخاری: بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس وجنودہ: ۳۲۸۰، ۳۳۰۴]

■ **شیطان ہمیشہ خواب دکھاتا ہے اور جو اس کی مانتا ہے پھر سارا دن شیطان کا سایہ اس پر رہتا ہے:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''**يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ، فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ**''. [صحیح بخاری: بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس وجنودہ: ۳۲۶۹، ۱۱۴۲]

''تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے میں شیطان گرہیں باندھ دیتا ہے اور وہ گرہ پر پھونک دیتا ہے کہ ابھی بہت رات پڑی ہے ابھی سو جا جب وہ شخص بیدار ہو کر اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری بھی کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز پڑھے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور اس کی صبح فرحت و انبساط اور شگفتہ خاطری سے نمودار ہوتی ہے (اور دن بھر یہی کیفیت رہتی ہے) ورنہ کبیدہ خاطری اور کسل مندی سے دوچار رہتا ہے''۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم سب کو شیطانی مکر و فریب سے محفوظ رکھے۔

حلقۂ حدیث

قربانی کا وقت اور اس کے ایّام

● شیخ عبدالجبار انعام اللہ سلفی (استاذ جامعہ رحمانیہ کاندیولی ممبئی)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ ".[مسند احمد 316/27، حدیث: 16751، 16752،وزارۃالشؤن الاسلامیہ]

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے اور عرنہ سے ہٹ کر وقوف کرو، اور پورا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے اور وادی محسر سے ہٹ کر وقوف کرو، اور منی کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے اور تشریق کے تمام دن ذبح (قربانی) کرنے کے دن ہیں۔

تشریح: قربانی کا وقت کیا ہے؟ اور قربانی کتنے دنوں تک کی جاسکتی ہے؟ تو جہاں تک قربانی کے وقت کا مسئلہ ہے تو قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد سے شروع ہو کر ذی الحجہ کی 13 رویں تاریخ کی سورج غروب ہونے تک رہتا ہے۔ اگر کسی نے قربانی کے جانور کو نماز عید سے پہلے ذبح کر دیا تو اس کا عوض دینا لازم ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہوتا ہے:

حضرت جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قربانی کی، کچھ لوگوں نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ کر واپس آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگوں نے اپنی قربانیاں نماز سے پہلے ہی کر لی ہیں آپ نے فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہو اسے چاہیے کہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے نہ ذبح کی ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔[صحیح بخاری حدیث:5500]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم النحر کو نماز عید ادا کی پھر خطبہ دیا اور فرمایا جس نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے نہیں ذبح کیا تو اسے چاہیے کہ بسم اللہ کہہ کر کے ذبح کرے۔[صحیح بخاری حدیث:985]

اور حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن سب سے پہلے ہم نماز ادا کریں گے پھر واپس جا کر قربانی کریں گے جس نے اس طرح کیا اس نے میری سنت پالی اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا تو اس نے اپنے اہل وعیال کے لیے جلدی کی اور یہ عبادت قربانی میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔[صحیح بخاری حدیث:5560]

یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قربانی کا وقت صلاۃ عید کے بعد شروع ہوتا ہے نماز عید سے قبل قربانی کرنا عام ذبیحہ کی مانند ہے ایسا کرنے والا اس کی جگہ پر دوسری قربانی پیش کرے۔

رہی بات یہ کہ قربانی کب تک کی جاسکتی ہے اور کتنے دنوں

تک کی جاسکتی ہے؟

تو اس کے بارے میں صحیح اور درست بات یہ ہے کہ قربانی کا وقت ایام تشریق کے آخری دن کے غروب آفتاب تک رہتا ہے اور ایام تشریق کا آخری دن 13/ذی الحجہ ہے، اور ایام تشریق سے مراد بالاتفاق 11/ 12/ 13/ذی الحجہ کے ایام ہیں، چنانچہ سورہ بقرہ کی آیت :203 میں مذکور ''ایام معدودات'' کی تفسیر میں حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ''**الایام المعدودات ایام التشریق أربعة ایام یوم النحر وثلاثة ایام بعده**''یعنی''ایام معدودات'' سے مراد بقرہ عید کا دن پھر تین دن اس کے بعد ہیں۔[تفسیر ابن کثیر 1/233، دارالریان للتراث (ابن بطال شرح صحیح البخاری 4/137) (ابن قتیبہ ادب الکاتب ص،:96) قاضی عیاض (اکمال المعلم 4/96) حافظ ابن حجر (فتح الباری 4/242) القسطلانی (ارشاد الساری 3/418) علامہ عینی (عمدۃ القاری 11/113] رحمہم اللہ نے یہی تشریح کی ہے۔

چنانچہ جب یہ بات ثابت ہوگئی یوم النحر (قربانی کے دن دس ذی الحجہ) کے علاوہ ایام تشریق تین دن ہیں 11/ 12/ 13/ ذی الحجہ، تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کی ایام تشریق قربانی کے بھی دن ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''**کل ایام التشریق ذبح**'' تشریق کے تمام ایام ذبح کے ہیں۔ نیز نصب الرایہ 4/212، سنن دارقطنی 2/284، طبع جدید، السنن الکبری 9/498، طبع جدید میں بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سارے ایام تشریق ذبح کے ہیں۔ علامہ البانی نے اسے صحیح الجامع حدیث: 4537 میں درج کیا ہے۔ علامہ مناوی نے اس کو صحیح تسلیم کیا ہے (فیض القدیر 5/27) حافظ ہیثمی نے اس کے تمام راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے (مجمع الزوائد 3/351) صاحب الفتح الربانی نے اس کے انقطاع کی تردید اور صحت کی توثیق کی ہے (الفتح الربانی 3/92) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کے تمام طرق پر بحث کرکے اس کو دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت گردانا ہے (الصحیحہ 5/617) شعیب الارناؤط نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے (زادالمعاد بتحقیق شعیب الارناؤط 2/318)۔

اسی بنیاد پر ان ایام میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ نبیشہ الھذلی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''**أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ**''.[صحیح مسلم ح:1141]

اور ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"**لا تصوموا هذه الايام، فإنها ايام اكل وشرب**".[مسند احمد 3/494، سلسلہ صحیحہ ح:3573]

خلاصۂ بحث یہ کی ہدی اور قربانی کے چار دن ہیں 10/ 11/ 12/ 13/ ذی الحجہ۔ گویا کہ دسویں ذی الحجہ کو نماز عید کے بعد سے لے کر 13/ ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے قبل تک قربانی کے جانور ذبح کرسکتے ہیں۔ سعودی لجنہ دائمہ نے بھی اس بارے میں یہی فتوی دیا ہے۔ اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

"**أيام الذبح لهدي التمتع والقران والأضحية أربعة أيام:يوم العيد وثلاثة أيام بعده، وينتهي الذبح بغروب شمس اليوم الرابع في أصح أقوال أهل العلم. وينتهي وقت التكبير المقيد في أدبار الصلوات المفروضة عقب عصر آخر أيام التشريق**".[فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء: 11/406، طبع ونشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والافتاء]

۞ ۞ ۞

اداریہ

فریضۂ حج
امن وانسانیت کا ایک عالمی پیغام

مدیر

اسلام سراپا امن ہے، سراپا رحمت ہے اور سراپا سلامتی ہے۔ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہے جو امن اور سلامتی کی ضمانت دیتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو بھی امن وعافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے، اسکے تمام تر احکامات وتعلیمات رحمت، رافت، شفقت اور انسانیت پر مبنی ہیں اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ رحمت اللہ کی خاص صفت ہے اور اسکا نام بھی رحمن ورحیم ہے اور اسی طرح ہمارے پیارے رسول ﷺ کی صفت بھی رؤوف ورحیم ہے اور آپ کی تعلیمات میں بھی ہر جگہ رحمت وشفقت، لطف وکرم اور عفو ودرگز کا عنصر نمایاں ہے۔

اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو نبی رحمت ﷺ کی حیات طیبہ، صبر وبرداشت، عفو ودرگذر اور رواداری سے عبارت ہے۔ دین اسلام زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ وہ ہمیں امن اور محبت واخوت اور اعتدال وتوازن کا درس دیتا ہے۔ جبکہ انتہا پسندی اسلامی تعلیمات کے بالکل منافی ہے۔ اس لفظ یا اصطلاح کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ یہ دین کی حقیقی تعلیمات، اسلام کے پیغام امن وسلامتی اور پیغمبر رحمت، محسن انسانیت کے اسوۂ حسنہ کے بالکل برعکس ہے۔

اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں ہر طرف اندھیرا تھا، امن وامان نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی، پوری دنیا بدامنی وبے چینی سے لبریز تھی، ان اندھیروں میں اسلام کی مشعل روشن ہوئی، جس نے پہلی بار دنیا کو امن ومحبت کا باقاعدہ درس دیا اور اس کے سامنے ایک جامع ضابطہ اخلاق پیش کیا۔ وہ دین کہ جس کا نام ہی ''اسلام'' رکھا گیا یعنی دائمی امن وسکون اور لازوال سلامتی کا مذہب۔ یہ امتیاز دنیا کے کسی مذہب کو حاصل نہیں، اسلام نے مضبوط بنیادوں پر امن وسکون کے ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ ابھی حج کا موسم چل رہا ہے، حج اسلام کا ایک عظیم رکن اور بڑی جامع عبادت ہے، جو پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جو تعلیمات لوگوں کو دیں اور جو دعائیں خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد مانگیں اسکا ایک خاص عنوان امن وسلامتی اور اطمینان وآشتی کی طلب تھی، ''رب اجعل هذا البلد آمنا'' اور پھر انھیں خوبصورت تعلیمات کی تکمیل کرتے ہوئے ہمارے نبی معظم ﷺ نے بھی مکہ کو محترم ٹھہرایا اور ہر حاجی کو وہاں امن وشانتی سے عبادت کرنے اور دوسروں سے لڑائی جھگڑا کرنے اور فسوق وجدال کا ارتکاب کرنے سے سختی سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس سرزمین پر پرندوں کو بھگانے اور گھاس پھوس کو کاٹنے تک سے منع فرما دیا اور اپنے آخری حج حجۃ الوداع کے خطبے میں اعلان فرمادیا کہ: ''إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا'' کہ قتل وخونریزی حرام ہے اور ہر آدمی کی جان اسکا مال اور آبرو محفوظ ہے۔ اس سے چھیڑ چھاڑ کرنا، کسی قسم کا نقصان پہونچانا کسی صورت جائز نہیں۔

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب اسلام نے تشدد ودہشت گردی کی ہمیشہ مخالفت کی ہے اور امن وسلامتی کو فروغ دینے کی تلقین کی ہے۔

اسلام کی نگاہ میں دہشت گردی ایک وحشیانہ فعل ہے اور اسلام کے جامع نظام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ دہشت گردی اور تشدد کے سلسلے میں اسلام کا موقف بالکل صاف اور واضح ہے کیونکہ اسلام قتل ناحق کا مخالف ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿مَن قَتَلَ نَفۡسَۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ أَوۡ فَسَادٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعٗا وَمَنۡ أَحۡيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحۡيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعٗاۚ﴾ [المائدۃ:۳۲] ''جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا''۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''**الْكَبَائِرِ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ**'' ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی کو قتل کرنا اللہ کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے''۔ (بخاری)

اسلام اذیت پسندی اور فساد انگیزی کا روادار نہیں۔ اسلام میں صرف مسلم معاشرہ کے اندر کسی بھی اختلاف کو ختم کرنے کے سلسلے میں تشدد سے کنارہ کشی کا حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ بین الاقوامی سطح یا ایک خطے یا سرزمین پر رہنے والے مختلف مذاہب وادیان کے لوگوں کے ساتھ بھی اعلیٰ درجے کے حسنِ اخلاق کی ہدایت دی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلام کی ساری تعلیمات سے یہ امر بخوبی واضح ہے کہ اسلام امن وسلامتی اور عدم تشدد کا دین ہے۔ اسلام نے بلا امتیاز مذہب سب کے لئے امن ورحمت اور محبت وشفقت کا درس دیا ہے۔

اگر شرعی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے اور حج جیسی عظیم عبادت سے جوڑ کر دیکھا جائے تو یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ امن وانسانیت کی بحالی اور اس کے فروغ کیلئے چار بنیادی باتوں پر عمل ضروری ہے۔ پہلی بات یہ کہ انسانیت کے فروغ اور اس کی بحالی کیلئے ضروری ہے کہ دنیا سے بدامنی کا خاتمہ ہو اور امن وشانتی کا قیام ہو، اسلام نے امن وشانتی کی طرف جس قدر توجہ دلائی ہے وہ ہمارے اور آپ کیلئے لائق عمل ہے اور دوسری بات انسانیت کی بحالی کیلئے عدل وانصاف کا قیام بے حد ضروری ہے، دنیا ظلم اور دہشت وتشدد سے کراہ رہی ہے ایسے موقع پر بلاتفریق جنس ولون عدل وانصاف کے قیام کی ضرورت ہے اور تیسری بات انسانیت کی بحالی کیلئے آپسی محبت، ہمدردی اور ایک دوسرے کیلئے رحمت وشفقت کا جذبہ بیدار کرنا اور انسانیت نوازی کے ساتھ پیش آنا اور انسانی قدروں کو پامالی سے بچانا بے حد ضروری ہے اور چوتھی بات یہ کی انسانیت کی بحالی کیلئے ضروری ہے کہ اونچ نیچ اور امیر وغریب اور ذات برادریوں کے تعلق سے موجود سماجی بھید بھاؤ ختم ہو تو انسانیت کو فروغ ملے گا اگر ان چاروں باتوں پر موجودہ معاشرے اور سماج میں مکمل طور سے عمل ہو جائے اور دنیا کے لوگ امن وشانتی کے قیام میں مددگار ہو جائیں۔ ظلم کے خلاف عدل وانصاف کو قائم کرنے کیلئے کھڑے ہو جائیں اور ایک دوسرے کیلئے اپنے دلوں میں رحم وکرم اور محبت وشفقت کے جذبات بیدار کرلیں اور کسی کو کسی بنیاد پر حقیر اور ذلیل نہ سمجھ کر کے بھید بھاؤ کا خاتمہ کرلیں اور اونچ نیچ کی تفریق کو مٹالیں تو اس بات کی ضمانت ہے کہ اس روئے زمین پر انسانیت خود بخود بحال ہو جائے گی اور اس کی قدریں پامال ہونے سے محفوظ ہو جائیں گی۔ آج موجودہ سماج کو انسانیت کی اسی طرز پر بحالی کی ضرورت ہے۔ اور یہی حج کا عالمی پیغام بھی ہے اس لئے ہم مسلمانوں پر یہ بات واجب ہے کہ ہم حج کے اس عالمی پیغام کو سمجھیں اور دنیا کے اندر عام کریں تاکہ انسانیت اور امن کی بحالی ممکن ہو سکے۔ وما توفیقی الا باللہ

مظاہر و تعلیمات

حج اور توحید باری تعالیٰ کے مظاہر

● شیخ نثار احمد محمد مستقیم مدنی (شیخ الجامعہ جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

جس طرح انسانی جسم میں روح، شہ رگ اور دھڑکتے دل کا مقام ومرتبہ مسلم ہے بعینہ اسی طرح دین اسلام میں توحید خالص کا بھی رتبہ ومقام ہے کیونکہ جب بندہ کی توحید درست ہوگی تو وہ مقصد تخلیق کی ادائیگی میں پورا اترے گا، اس کی عبادتیں رائیگاں ہونے سے محفوظ اور ہر طرح کی آلائشوں سے پاک ہوں گی بنابریں بندہ ریا ونمود، شرک وکفر اور بدعات وخرافات کے چنگل سے آزاد اور ان سے متنفر ہوگا یہی وجہ ہے کہ توحید کو ایمان واسلام کا رکن رکین اور جزو لاینفک قرار دیا گیا ہے جسکی شہادت خود اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور اہل علم نے دی ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلۡعِلۡمِ قَآئِمَۢا بِٱلۡقِسۡطِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ﴾ [آل عمران:۱۸]

’’اور اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور فرشتوں نے اور اہل علم نے انصاف سے قائم ہوکر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں وہ عزت والا اور حکمت والا ہے‘‘۔

اسلام کا پانچواں رکن حج مکمل طور پر توحید باری تعالیٰ کا حسین ودلفریب مظہر ہے جو اس کے حسیں مقاصد، اذکار، اعمال، ھیئات اور وظائف میں واضح طور پر نمایاں ہوتے ہیں، اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کی خاطر ایک حاجی اپنا وقت، مال، جان اور گھر بار سب کچھ داؤ پر لگانے کے لیے بے تاب رہتا ہے ہجرت کے نویں سال جبکہ حج کی فرضیت ہوچکی تھی، آپ ﷺ اس سال حج کے لیئے خود جانے کے بجائے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا تا کہ شرک اور جاہلیت کے تمام رسم ورواج کے خاتمہ کا بالکلیہ اعلان ہوجائے اور نبی ﷺ کا تاریخی ویادگاری حج تاقیامت کے لیے اسوہ بن سکے۔ اس حقیقت کو مزید واشگاف کرنے کے لیے سورہ توبہ کی ابتدائی آیات اور درج ذیل فرمان کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے روانہ کیا کہ جاکر ان چیزوں کا تمام حج پر آنے والوں کے مابین اعلان کردیں کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"لا يدخلُ الجنَّةَ إلَّا نفسٌ مُسلِمَةٌ ولايطوفُ بالبيتِ عُريانٌ ولايجتمعُ المسلمونَ والمشرِكونَ بعدَ عامِهِم هذا،ومن كانَ بينَهُ وبينَ النَّبيِّ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ عَهْدٌ فعَهْدُهُ إلى مدَّتِهِ،ومَن لامدَّةَ لَه فأربعةُ أشهرٍ". [صحیح الترمذی:871]

’’جنت میں صرف بندہ مسلم ہی داخل ہوسکتا ہے، کوئی بندہ ننگے طواف نہیں کرے گا، امسال کے بعد حج پر مسلمان اور مشرک قطعاً یکجا نہیں ہوسکتے ہیں، جس کے اور نبی ﷺ کے مابین عہد وپیمان ہے تو اس کا معاہدہ اسی متعین وقت تک ہے اور جس کی کوئی مدت متعین نہیں تھی تو اس کی مدت چار ماہ رہے گی‘‘۔

اس حدیث میں واضح طور پر شرک اور اہل شرک کی حج اور

مشاعر حج سے مکمل طور پر ایام حج میں صفایا کرنے کا تاکیدی حکم ہے کیونکہ حرم مکی تاقیامت مرکز توحید اور اکناف عالم کے تمام مسلمانوں کا مرکز ہے جہاں کے حدود میں مشرکین کا داخلہ ممنوع ہے ایسے میں مسلمانوں کے صفوں میں شرک میں لت پت عازمین حج کو چاہیے کہ نداء ربانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شرک سے بیزاری کا اعلان کرکے ہی منبع توحید ام القری اور موحدین کے ملجا وماوی کا قصد کریں اور ذہن نشین رکھیں کہ یہ مشرکین کی قطعاً جائے پناہ نہیں ہے۔

حج میں توحید خالص کا راز بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران:۹۷]

''اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے''۔

مزید فرمایا:

﴿وَأَتِمُّوا۟ ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ [البقرۃ:۱۹۶]

''اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو''۔

آیئے حج وعمرہ کے ارکان، واجبات، سنن اور اس کے مختلف مراحل میں توحید اور اخلاص کی جھلکیاں دیکھتے ہیں:

*** احرام اور توحید باری تعالیٰ:**

احرام حقیقت میں میقات پر پہنچ کر یا 8/ ذی الحجہ کو منی جاتے ہوئے حاجی یا معتمر لباس احرام کو زیب تن کرکے صدائے توحید پر مشتمل تلبیہ کا ورد کرتے ہوئے نسک میں داخل ہوتا ہے جس طرح ایک مصلی تکبیرہ تحریمہ کے ذریعہ نماز میں شامل ہوتا ہے اور اس کے جملہ تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رب کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے۔

حالت احرام میں درج ذیل امور کی بنیاد پر اللہ کی وحدانیت اور اس کی توحید کا اظہار ہوتا ہے:

1۔ احرام سے قبل غسل اور طہارت حاصل کرنے کی مشروعیت درحقیقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کی خاطر بندہ مومن اپنے نفس کو آمادہ وتیار کرتا ہے نیز خوشبوؤں میں خود کو بسا کر اس عظیم شعیرہ کی ادائیگی کے لیے شوق عبادت کے شعور واحساس سے لبریز ہوتا ہے۔

2۔ زیب وزینت کے جملہ مظاہر سے تجرد اختیار کرتا ہے، نفس کی تمام تر خواہشات ورغبات سے کنارہ کش ہوتا ہے جس میں سب سے عظیم ترین اور نمایاں چیز پوشاک ہے کہ حاجی احرام کی دو عدد چادر میں ملبوس ہو کر کفن کے مانند داعیہ اجل کو لبیک کہتے وقت موت کی یاد تازہ کرتا ہے۔

3۔ احرام کے وقت مشروع دو رکعت نفل کی ادائیگی میں سورہ فاتحہ کی قراءت کے بعد سورہ اخلاص اور سورہ الکافرون کی تلاوت کے ذریعہ ایک محرم اللہ سے اپنے عہد وپیمان کی تجدید کرتا، اپنی توحید کو مضبوط اور واضح طور پر بندوں میں شرک سے اظہار برائت کرتا ہے۔

4۔ اللہ رب العزت کے حکم کی فرمانبرداری میں سوئے حرم جاتا ہے اہل وعیال، خویش واقارب، گھر بار، تجارت وکاروبار اور مال ومنال کو فراموش کر دیتا ہے اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

''اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے''۔ [آل عمران:۹۷]

مزید فرمایا:

﴿وَأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا۟ مَنَٰفِعَ لَهُمْ

وَيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَـٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَـٰمِ﴾ [الحج: ۲۷-۲۸]

''اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے کہ تیرے پاس پا پیادہ اور پتلے دبلے اونٹوں پر دور دراز راستوں سے آئیں۔ تا کہ اپنے فائدوں کے لیے آموجود ہوں اور تا کہ جو چار پائے اللہ نے انہیں دیے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد (قربانی) کریں، پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ''۔

5-تلبیہ اور توحید کے مظاہر:

اللہ کے نبی ﷺ نے حج سے متعلق جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں تلبیہ کو توحید کا شعار قرار دیا۔[صحیح مسلم:1218]

اور انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے تلبیہ کہنے کے انداز کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَبَّيْكَ عُمْرَةً لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ".

''یا اللہ! میں عمرے کیلئے حاضر ہوں جس میں کوئی ریا کاری یا شہرت کا شائبہ نہیں ہے''۔(صحیح ابن ماجہ:2355)

اگر ہم تلبیہ کے معنی و مفہوم پر نظر ڈالیں گے تو واضح طور پر ہمیں یہ مظاہر نظر آئیں ''**لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك**''. ''حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، حمد و ستائش، نعمتیں اور فرمانروائی تیری ہی ہے تیرا ان میں کوئی شریک نہیں''۔

حج چونکہ شعارِ توحید ہے اس لیے جس وقت سے انسان حج یا عمرہ کی ابتدا کرتا ہے اسی لمحے سے نعرۂ توحید بلند کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اس طرح سے تلبیہ میں حاجی و معتمر کے دل کی عقیدہ توحید اور اخلاص پر تربیت کی گئی ہے۔ کیونکہ ایک حاجی اپنا حج عقیدہ توحید سے شروع کرتا ہے اور عقیدہ توحید پر مشتمل ہی تلبیہ کہتا ہے، بلکہ حج کے دیگر اعمال کرتے ہوئے چلتے پھرتے بھی عقیدہ توحید گنگناتا ہے۔

تلبیہ میں متعدد مفاہیم جاگزیں ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

1- "**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ**" کا مطلب ہے کہ میں اللہ تعالی کے سامنے بار بار حاضر ہوں، "**لَبَّيْكَ**" کا لفظ تکرار کے ساتھ یہ واضح کرنے کے لیے ہے کہ اللہ کے سامنے حاضری ہمیشہ اور مسلسل ہوگی۔

2-"**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ**" یعنی میں اللہ تعالی کی اطاعت گزاری میں آنے کے بعد بھی مزید اطاعت گزاری کیلئے تیار ہوں۔

3-تلبیہ کا لفظ عربی زبان میں "**لَبَّ بِالْمَكَانِ**" سے ماخوذ ہے اور یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کسی جگہ پر ٹھہرے تو وہیں کا ہو جائے، تو اس اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ: اے اللہ! میری تیری اطاعت پر قائم ہوں اور اسی پر دائم رہوں گا، چنانچہ تلبیہ میں اللہ کی بندگی پر قیام اور پھر اسی پر گامزن رہنے کا عزم ہے۔

4-تلبیہ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ: یا اللہ! میں تجھ سے بڑھ چڑھ کر محبت کرتا ہوں، یہ معنی عربی زبان کے مقولے: "**امرأة لَبَّة**" سے ماخوذ ہے، یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب عورت اپنے بچوں سے خوب محبت کرے، اس معنی کے مطابق کسی کو "**لَبَّيْكَ**" اسی وقت کہا جائے گا جب محبت کے ساتھ تعظیم بھی شامل ہو۔

5-تلبیہ میں اخلاص کے معانی بھی شامل ہیں، اس معنی کے مطابق "**لَبَّيْكَ**" کا لفظ: "**لُبّ الشيء**" سے ماخوذ ہوگا، یہ لفظ کسی بھی چیز کی ملاوٹ سے پاک خالص صورت پر بولا جاتا ہے، اسی طرح عربی زبان میں "**لُبّ الرجل**" آدمی کی عقل اور دل مراد لیتے ہوئے بھی بولتے ہیں۔

6-تلبیہ میں قربت کا معنی بھی ہے اس صوت میں یہ "الإلباب" سے ماخوذ ہوگا جوکہ قربت کے معنی میں ہے، تو مطلب یہ ہوگا کہ میں اللہ تعالی کے انتہائی قریب ترین ہوتا ہوں۔

7-تلبیہ ملتِ ابراہیمی میں عقیدہ توحید کا شعار اور سلوگن ہے، یہ عقیدہ توحید ہی حج کا مقصد اور حج کی روح ہے، بلکہ صرف حج ہی نہیں تمام عبادات کی روح اور ان کا ہدف بھی عقیدہ توحید ہی ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ تلبیہ کو عبادتِ حج میں داخلے کیلئے کنجی کی حیثیت حاصل ہے۔

تلبیہ میں درج ذیل امور بھی پائے جاتے ہیں:

* اللہ کے لئے حمد جوکہ قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے اہم ترین مقام کی حامل ہے۔

* تمام نعمتوں کا اعتراف کہ سب نعمتیں اللہ تعالی کی طرف سے ہیں یہی وجہ ہے کہ "النِّعْمَةَ" میں الف لام استغراقی ہے، یعنی تمام قسم کی نعمتیں اللہ تعالی کی طرف سے ہیں، اور اللہ تعالی نے ہی یہ نعمتیں عطا کی ہیں۔

* تلبیہ میں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ سارے جہانوں میں بادشاہی صرف اللہ تعالی کی ہے، ظاہری ملکیت کسی کی بھی ہو لیکن حقیقت میں اس کا مالک اللہ تعالی ہی ہے۔

[مزید کیلیے دیکھیں: "مختصر تہذیب السنن" از: ابن قیم: 2/335-339]

* حاجی تلبیہ کہتے ہوئے تمام مخلوقات کو اللہ تعالی کی بندگی اور نعرۂ توحید لگاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذہن میں رکھتا ہے کہ: ''کوئی بھی مسلمان تلبیہ کہے تو اس کے دائیں بائیں حجر و شجر اور مٹی سے بنی ہر چیز یہاں [دائیں] سے یہاں [بائیں] تک پوری زمین تلبیہ سے گونج اٹھتی ہے''۔

ترمذی (828) ابن خزیمہ اور بیہقی نے اسے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ کی توحید پر مشتمل یہ تلبیہ مشرکین کے شرکیہ کلمات پر مبنی تلبیہ کی تردید کرتا ہے چونکہ وہ تلبیہ پکارتے ہوئے کہتے تھے:

"لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لك إلا شَرِيكًا هو لك تَمْلِكُهُ وما مَلَكَ" تو نبی ﷺ ان پر نکیر کرتے ہوئے کہتے تھے: "وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ"[صحیح مسلم.:1158]

یعنی توحید پر مشتمل تلبیہ کافی ہے اس شرکیہ جملہ کی ضرورت نہیں ہے۔

طواف بیت اللہ میں توحید کے مظاہر:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا ٱلْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَـٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَـٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ﴾ [البقرۃ:۱۲۵]

''اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا اور (اے مسلمانو!) تم ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو تاکید فرمائی کہ میرا گھر طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے خوب پاک صاف رکھو''۔

اور فرمایا:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِى شَيْـًٔا وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ﴾ [الحج:۲۶]

''اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے''۔

طواف کہتے ہیں کسی چیز کے ارد گرد چکر لگانا جو حج و عمرہ یا نفلی

طور پر خانہ کعبہ کے چاروں طرف سات دفعہ گردش کرنے کا نام ہے جس کی ابتداوانتہا حجر اسود سے ہوتی ہے، اس کے اندر طواف کرنے والوں کے اقوال ،حرکات ،اور کیفیت وتعداد میں توحید کے معانی ظاہر ہوتے ہیں۔

* اور حدیث میں ہے:

”الطواف بالبيت صلاة، فأقلوا به الكلام“.

[السنن الکبری رکتاب الحج ح:3944/ باب:157]

”طواف بیت اللہ درحقیقت نماز ہے لہٰذا تم اس حالت میں (دنیاوی) گفتگو کم کرو“۔

یہی وجہ ہے کہ جس گھر کی طرف پوری دنیا کے لوگ رخ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں وہاں کھڑا ہوکر حالت طواف میں بندہ صلاۃ کی مانند زیادہ سے زیادہ ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل، رب کی حمد وثنا، توبہ واستغفار میں مشغول رہتے ہوئے خوف ورجا کے درمیان رہتا ہے کیونکہ وہ تقرب الٰہی کی تلاش میں عبودیت، اطاعت وانقیاد کا پیکر مجسم بن کر رب کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔

چونکہ طواف کی تعداد طاق عدد ہے یہی وجہ ہے کہ طواف وسعی میں سات کی طاق عدد کے استعمال پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے قدرے تفصیل سے بحث کی ہے کہتے ہیں کہ اس کی بڑی اہمیت ہے کہ اللہ نے سات آسمان اور سات زمین، سات دن بنائے، اور انسانی تخلیق سات اطوار میں مکمل کی، اپنی عبادت کے لیے طواف کے چکر سات رکھے، صفا اور مروہ کی سعی، رمی جمار، تکبیراتِ عید، بچوں کی نماز کا حکم دینے کی عمر، وغیرہ وغیرہ، اور اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی تفصیل بیان کی ہے طبی نقطۂ نظر سے بھی سات کے عدد کی بہت اہمیت ہے، بہرحال یہ اللہ کا حکم ہے کہ طواف میں سات چکر لگانے ہیں، اس کی حقیقی حکمت وہی بہتر جاننے والا ہے، لیکن اللہ طاق ہے اور طاق عدد پسند فرماتا ہے لہٰذا ایک مسلمان کے لیے بس اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔[الطب النبوی لابن القیم ص:74]

سعی اور توحید باری تعالیٰ:

”سعی بلاشبہ تیز چال کو کہتے ہیں جو دوڑنے کی رفتار میں نہ ہو اور اچھے وبرے کام میں کوشش کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے“۔

[معجم مفردات ألفاظ القرآن]

اور سعی بھی اپنے دامن میں طواف کی طرح توحید کے معانی کو سموئے ہوئے ہے جو عقیدہ وعمل اور ذکر واذکار میں توحید باری تعالیٰ کی غمازی کرتا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ ٱللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ [البقرۃ:۱۵۸]

”بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے چکر لگائے اور جو کوئی اپنی طرف سے بھلائی کرے تو بیشک اللہ نیکی کا بدلہ دینے والا، خبردار ہے“۔

شعائر ان ظاہری اعمال کو کہتے ہیں جنہیں ایک حاجی ومعتمر اطاعت الٰہی کے جذبے سے سرشار ہوکر انجام دیتا ہے طواف وسعی، وقوف عرفہ، مبیتِ مزدلفہ، قربانی، حلق وتقصیر اور اللہ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے رمی جمرات کرنے کو کہتے ہیں جہاں قدم قدم پر دعا، ذکر، قرأت قرآن وغیرہ انجام پاتے ہیں۔

سعی کرتے ہوئے بندہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصی دعا کو زبان پر جاری کرتا ہے جو خالص توحید اور اللہ کی کبریائی کا حسین مظہر ہے:

”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك

وله الحمد وهو على كل شيء قدير، لا إله إلا الله وحده، أنجز وعده، ونصر عبده، وأعز جنده، وهزم الأحزاب وحده". [صحیح مسلم:1218]

"کوئی لائق عبادت نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی شریک نہیں اس کا، اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ تنہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا لشکروں کو شکست دی"۔

***وقوف عرفہ اور توحید باری تعالیٰ:**

حاجی میدان عرفات میں جملہ ارکان وواجبات کی انجام دہی کرتے ہوئے پیہم ذکر الٰہی، تلبیہ کے ذریعہ رب کی شان کریمی کو بلند اور توبہ واستغفار میں خود کو مشغول رکھتا ہے جس دن ایک طرف اللہ رب العزت فرشتوں کے مابین اپنے ان بندوں کو لے کر فخر ومباہات کا اظہار کرتا ہے تو دوسری طرف ابلیس لعین اور اس کے تمام کارندوں کو ذلیل وخوار ہونے پر مجبور کرتا ہے ساری دنیا سے ہر رنگ ونسل، پیر وجواں، خرد وکلاں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ایک ہی مقصد، زبان پر ایک ہی ورد، کفن کے مانند سب ایک ہی لباس میں ملبوس، ایک ہی وقت میں فضاؤں کو توحید کے نغموں سے معطر کرتے ہیں۔

***ایام تشریق اور توحید باری تعالیٰ:**

ایام تشریق جو درحقیقت ارکان حج کی ادائیگی کے بعد حاجی ان دنوں میں منی میں وقوف کرتا ہے، قربانیاں کرتا اور رمی جمرات کرتا اور تکبیرات بلند کرتا ہے جو توحید کے مظاہر کا ایک زریں موقع ہے کنکریاں مارتے ہوئے سنت ابراہیمی کو زندہ کرتا، ابلیس لعین کو ذلیل وخوار کرتا ہے اور ہر دفعہ اللہ کی کبریائی بیان کرتا ہے اسی طرح جانور کا نذرانہ پیش کرکے سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی قربانی یعنی پدر کا پسر کو ذبح کرنے کے لیے چھری پھیرنے والی تاریخ سمع وطاعت اور غایت درجہ توحید خالص کا تصور اپنی نگاہوں کے سامنے دہراتا ہے ایام تشریق میں خالص اللہ وحدانیت کا گن گانے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ [البقرۃ:۲۰۰-۲۰۲]

"پھر جب اپنے حج کے کام پورے کرچکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب! ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ ان لوگوں کے لئے ان کے کمائے ہوئے اعمال سے حصہ ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے"۔

یہ اور اس قسم کے اور بھی حج میں مواقف ہیں جہاں مختلف زاویوں سے توحید کی خوشبو اہل جہاں کے لیے بکھیری گئی ہے شرط یہ ہے کہ بیت اللہ کا قصد کرنے والے حضرات انہیں بالکلیہ برتنے کی پیہم کوشش کریں تاکہ ان کا حج مبرور ومقبول ہوسکے اور گناہوں سے مکمل پاک ہوکر وطن مالوف واپس ہوں۔

تحقیقات وتنبیہات

کیا حج وعمرہ کی قبولیت قبر نبوی کی زیارت پر موقوف ہے؟

● ڈاکٹر فاروق عبداللہ نراین پوری (استاد جامعہ اسلامیہ نور باغ، کوسہ، ممبرا)

برصغیر ہند وپاک سے آنے والے بہت سارے حجاج ومعتمرین کے یہاں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ سفر حج وعمرہ میں قبر نبوی اور مدینہ طیبہ کی زیارت ایک لازمی شی ہے، اس کے بغیر حج وعمرہ پورا نہیں ہوتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مسلمانوں کے لیے مسجد نبوی کی زیارت اور اس میں نماز ادا کرنا باعث سعادت ہے۔ جن تین مساجد کے لیے رخت سفر باندھنا شریعت نے جائز قرار دیا ہے ان میں سے ایک مسجد نبوی کی زیارت ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 1197)

اس میں نماز پڑھنے کا ثواب صحیح حدیث کے مطابق ایک ہزار نماز سے بھی افضل ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر 1190)

جب کسی کو حج یا عمرہ کی سعادت نصیب ہو تو ان کے لیے اسی سفر میں مدینہ طیبہ کی بھی زیارت سے سرفراز ہونا ایک باعث سعادت امر ہے۔ لیکن اسے ضروری سمجھنا اور حج وعمرہ کے ساتھ اسے جوڑنا قطعاً صحیح نہیں۔ حج وعمرہ کی صحت یا قبولیت کا قبر نبوی یا مدینہ طیبہ کی زیارت سے ادنی سا بھی تعلق نہیں ہے۔ حج وعمرہ کا تعلق صرف خانہ کعبہ اور مشاعر مقدسہ (منی، عرفات، مزدلفہ اور میقات) سے ہے۔ حجاج ومعتمرین مدینہ طیبہ یا قبر نبوی کی زیارت کریں یا نہ کریں ان کے حج وعمرہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

جو حضرات ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حج وعمرہ کی صحت یا قبولیت کے لیے قبر نبوی کی زیارت ضروری ہے اس تعلق سے دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ان دونوں حدیثوں کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

پہلی حدیث:

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

"من حج حجة الإسلام، وزار قبري، وغزا غزوة، وصلى علي في بيت المقدس، لم يسأله الله عز وجل عما افترض عليه".

”جس نے حجۃ الاسلام کیا اور میری قبر کی زیارت کی، اور ایک غزوہ میں شرکت کی، اور بیت المقدس میں میرے اوپر درود پڑھا تو جو چیزیں اس پر فرض کی گئی ہیں اللہ تعالی اسے ان کے متعلق سوال نہیں کرے گا“۔

جائزہ: اس حدیث کو حافظ ابو طاہر سلفی نے المشیخۃ البغدادیہ میں درج ذیل سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

أخبرنا أبو إسحاق إبراهيم بن عمر بن أحمد البرمكي، أخبرنا أبو الفتح محمد بن الحسين الأزدي الحافظ، حدثنا النعمان بن هارون بن أبي الدلهاث، حدثنا أبو سهل بدر بن عبد الله المصيصي، حدثنا أبو حسان

الزیادی، عن عمار بن محمد، حدثنی خالی سفیان، عن منصور، عن إبراہیم، عن علقمۃ، عن عبد اللہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: "من حج حجۃ الاسلام، وزار قبری ..." الحدیث. (الجزء الرابع من المشیخۃ البغدادیۃ لابی طاہر السلفی (لوحہ نمبر/60/ب) اس کتاب کا مطبوعہ نسخہ مجھے نہ مل سکا۔ یہ حوالہ مخطوط کا ہے)۔

یہ روایت موضوع ہے۔ اس کی آفت ابوسہل بدر بن عبد اللہ المصیصی ہے، کسی امام جرح وتعدیل سے ان کی توثیق نہ مل سکی۔

حافظ ذہبی نے "میزان الاعتدال" (265/2) میں ان کے ترجمے میں فرمایا ہے:

"عن الحسن بن عثمان الزيادي بخبر باطل".

''حسن بن عثمان الزیادی سے ایک باطل خبر کی روایت کرتا ہے''۔

اور ابن عبد الہادی "الصارم المنکی" (ص 157) میں فرماتے ہیں:

"الحمل في هذا الحديث على بدر بن عبد الله المصيصي فإنه لم يعرف بثقة ولا عدالة ولا أمانة".

''اس حدیث میں طعن کا بار بدر بن عبد اللہ المصیصی پر ہے، ان کی ثقاہت، عدالت اور امانت کا کچھ پتہ نہیں''۔

موضوع روایتوں کے جمع کرنے پر محدثین کرام نے جو کتابیں لکھی ہیں ان میں انھوں نے اس حدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے، مثلا: ابن عراق الکنانی نے اسے "تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ" (175/2) میں، فتّنی نے "تذکرۃ الموضوعات" (ص 73 میں، اور سیوطی نے "الزیادات علی الموضوعات" (477/1) حدیث نمبر (579) میں اور شیخ البانی نے "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" (369/1) حدیث نمبر (204) میں اسے ذکر فرمایا ہے۔

دوسری حدیث:

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے:

"من حج البيت فلم يزرني فقد جفاني".

''جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے میرے ساتھ بے رخی برتی''۔

جائزہ: یہ حدیث دو طریق سے مروی ہے۔

پہلا طریق:

اسے ابن عدی نے "الکامل" (248/8) میں، ابن حبان نے "المجروحین" (73/3) میں اور ان کے ہی طریق سے ابن الجوزی نے "الموضوعات" (217/2) میں محمد بن محمد بن النعمان بن شبل حدثنی جدی عن مالک عن نافع عن ابن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے۔

یہ سند بھی موضوع ہے۔ اس کی آفت محمد بن محمد بن نعمان بن شبل ہے جسے امام دارقطنی نے متہم قرار دیا ہے۔ (تعلیقات الدارقطنی علی المجروحین لابن حبان، ص 272)

اور ان کے دادا نعمان بن شبل کو بھی موسی بن ہارون الحمال نے متہم قرار دیا ہے۔ (الکامل لابن عدی، 248/8)

امام ابن عدی، حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے اسے محمد بن محمد بن نعمان بن شبل کے دادا نعمان بن شبل کے مناکیر میں شمار کیا ہے۔ (الکامل لابن عدی: 249/8، میزان الاعتدال: 265/4، لسان المیزان: 285/8)

جب کہ امام دارقطنی نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور اسے حفید محمد

کے مناکیر میں سے ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں طعن ان (حفید محمد) پر ہے، نعمان پر نہیں"۔

(تعلیقات الدارقطنی علی المجروحین لابن حبان، ص 272)

بہر حال ان دونوں کی موجودگی کی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ طریق موضوع اور من گھڑت ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس پر وضع کا حکم لگانے کے بعد فرماتے ہیں: "اس کی آفت محمد بن محمد بن نعمان بن شبل یا ان کے دادا ہیں"۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ (1/119) حدیث نمبر (45)

دوسرا طریق:

بعض متاخرین حفاظ نے اسے نعمان بن شبل عن محمد بن الفضل، عن جابر، عن محمد بن علی، عن علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن عبد الهادی نے "الصارم المنکی" (ص 74) میں فرمایا ہے، اس کے الفاظ ہیں:

"من زار قبري بعد موتي فكأنما زارني في حياتي ومن حج ولم يزر قبري فقد جفاني"۔

یہ طریق بھی پہلے کی طرح ہی من گھڑت ہے۔

نعمان بن شبل کے متعلق گزرا کہ وہ متہم ہے۔ اور اس کے شیخ محمد بن الفضل کو ابن معین، جوزجانی اور فلاس نے کذاب کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل: 8/57، احوال الرجال: ص 342، الجرح والتعدیل: 8/57)

اور محمد بن الفضل کے شیخ جابر جعفی کو بھی ابن معین وغیرہ نے کذاب کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے: "میں نے ان سے بڑا کذاب نہیں دیکھا"۔ (تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری: 3/280، 3/296)

اس لیے یہ روایت بھی موضوع اور من گھڑت ہے۔ اس سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

متعدد علماء نے اپنے ان کتابوں میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے جو کتابیں موضوع اور من گھڑت روایتوں کے لیے خاص ہیں۔

مثلاً اسے ابن الجوزی نے "الموضوعات" (2/217) میں، صغانی نے "الموضوعات" (ص 43) حدیث نمبر (52) میں، ذہبی نے "تلخیص الموضوعات" (ص 211) حدیث نمبر (517) میں، سخاوی نے "المقاصد الحسنہ" (ص 643) حدیث نمبر (1110) میں، ابن عراق الکنانی نے "تنزیہ الشریعہ المرفوعہ" (2/172) میں، فتنی نے "تذکرۃ الموضوعات" (ص 76) میں، عجلونی نے "کشف الخفاء" (2/291) حدیث نمبر (2460) میں، اور شوکانی نے "الفوائد المجموعہ" (ص 118) میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ کتابیں موضوع وضعیف روایتوں کے لیے خاص ہیں۔

سخت تعجب اور افسوس ہوتا ہے ان حضرات پر جو اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اس کی حالت کے متعلق سوال کرنے پر صرف اسے صحیح ہی نہیں کہتے بلکہ صحیحین کے اندر موجود ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ راقم حروف کئی بار ایسے حالات کا سامنا کر چکا ہے جب کہ اس کا صحیح وصحیحین میں ہونا تو دور کتب احادیث کی معروف کتابوں تک میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اور اس کے موضوع و من گھڑت ہونے پر تقریباً محدثین کا اتفاق ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو ہدایت دے اور دین صحیح کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

توجیہات وارشادات

مسجد نبوی کی زیارت اور ہمارا رویّہ

● دکتور اجمل منظور مدنی (وکیل جامعۃ التوحید بھیونڈی ممبئی)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلا کام آپ نے جو انجام دیا وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھی، مسجد نبوی کی زیارت اور اس کے آداب بیان کرنے سے پہلے مسجد نبوی جس شہر میں آباد ہے اس عظیم الشان اور مبارک شہر کے بارے میں بھی تھوڑی گفتگو کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

یہ شہر مدینہ، طیبۃ الطیبہ، طابہ، جائے ہجرت اور آشیانۂ سنت ہے۔ جو شخص بھی اس شہر میں مسجد نبوی کی زیارت، عبادت اور ثواب کی اُمید سے کرے، ان جگہوں سے محبت کی بنا پر یہاں آئے، تو اللہ تعالی اسے اجر وثواب سے نوازتا ہے۔

اور کیا یہ ایمان کی جائے پناہ نہیں!؟ اور کیا یہ سید اولادِ عدنان کی جائے ہجرت نہیں؟! بخاری ومسلم کے مطابق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ایمان مدینہ میں اسی طرح سکڑ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں سکڑ جاتا ہے۔'' (صحیح بخاری:1876،صحیح مسلم:147)

مدینے کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کا عطف بھی مدینہ پر فرمایا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ﴾ [الحشر:۹] ترجمہ: ''جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ایمان لا کر دار الہجرہ میں مقیم ہیں، یہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں۔''

امام مالک مدینے کی دیگر خطوں پر فضیلت کے سیاق میں کہتے ہیں: ''مدینہ منورہ ایمان اور ہجرت کی جگہ ہے۔''

مدینہ کی یہ بھی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اسی کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا؛ چنانچہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے کھجوروں والی زمین کی جانب ہجرت کر رہا ہوں، تو میرا ذہن یمامہ یا ہجر کی جانب گیا؛ لیکن وہ یثرب یعنی مدینہ ہے۔'' (صحیح بخاری:3622؛ صحیح مسلم:2272)

مدینہ کی ایک بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ یہاں جو مسجد نبوی تعمیر ہوئی، اس کی بنیاد خالصتاً تقوی پر تھی، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبۃ:۱۰۸]

''آپ اس میں کبھی قیام نہ کریں۔ یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی زیادہ حق رکھتی ہے کہ آپ اس میں قیام کریں۔ اس میں ایسے آدمی ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کی کسی زوجہ کے گھر آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! دونوں میں سے کون سی مسجد کی بنیاد تقویٰ

پر ہے؟ تو آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور زمین پر دے ماری، پھر آپ نے فرمایا: (وہ یہ والی مسجد ہے) یعنی مدینے کی مسجد نبوی۔'' (صحیح مسلم:1398)

اس بابرکت مسجد کے مناقب میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ ان تین مساجد میں سے ایک ہے جن کی جانب اجر وثواب کی نیت سے رختِ سفر باندھنا جائز ہے؛ چنانچہ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ''صرف تین مسجدوں کی جانب رختِ سفر باندھ سکتے ہیں: مسجد الحرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔'' (صحیح بخاری:1189؛ صحیح مسلم:1397)

یہ بھی اس کی فضیلت ہے کہ یہاں علمائے کرام کے صحیح ترین موقف کے مطابق ''فرض یا نفل کوئی بھی نماز ہو، دوسری جگہوں کے بالمقابل اس کا ثواب زیادہ ہے۔'' چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز مسجد الحرام کے علاوہ دیگر مساجد کی نمازوں سے ایک ہزار گنا افضل ہے۔'' (صحیح بخاری:1190؛ صحیح مسلم:1394)

مسجد نبوی میں ایک جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے جسے ریاض الجنہ کہتے ہیں؛ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے منبر اور گھر کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔'' (صحیح بخاری:1196؛ صحیح مسلم:1390)

اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو عالی شان بناتے ہوئے حرم اور پُرامن قرار دیا، یہاں کسی کا خون نہیں بہایا جائے گا، اس میں لڑنے کے لیے اسلحہ اُٹھانا جائز نہیں؛ چنانچہ سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی جانب اشارہ فرمایا اور کہا: ''یہ حرم اور پرامن ہے۔'' (صحیح مسلم:1375)

اس لیے مدینہ دونوں حرّوں، لابوں، سیاہ پتھروں اور تنگ راستوں کے درمیان حرم ہے؛ جیسے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (المدینۃ حرم ما بین عیر وثور) ترجمہ: ''عیر پہاڑ سے لیکر ثور پہاڑ تک مدینہ حرم ہے۔'' (بخاری: 6755؛ صحیح مسلم:1370)

یہاں شکار کو بھگایا نہ جائے، پرندے نہ پکڑے جائیں، کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں، پودے اور جڑی بوٹیاں نہ کاٹی جائیں، جانوروں کو چارہ ڈالنے کے علاوہ سبزہ نہ کاٹا جائے، اور گری پڑی چیز صرف اس کا اعلان کرنے والا ہی اُٹھائے۔

اہل مدینہ کے بارے میں کوئی بھی مکاری یا عیاری سے کام لے، یا ان کے بارے میں برے عزائم رکھے تو وہ ایسے ہی پگھل جاتا ہے جس طرح پانی میں نمک پگھلتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص ظلم کرتے ہوئے اہل مدینہ کو ڈرائے تو اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا، اور اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے کوئی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں کرے گا۔'' (مسند احمد:16606)

مسلمانو! جو شخص مدینہ منورہ میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو وہ اپنے آپ کو شدید وعید کا حق دار بناتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''عیر سے لیکر ثور پہاڑ تک مدینہ حرم ہے، چنانچہ جو شخص بھی اس میں کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے یا کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔'' (صحیح بخاری:6755؛ صحیح مسلم:1370)

مدینہ منورہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ یہ شہر نبی اکرم ﷺ

کامحبوب ترین شہر ہے... میرے ماں باپ آپ پر قربان... آپ ﷺ فرماتے تھے: ''یا اللہ! مدینہ ہمارے دلوں میں مکہ کی طرح محبوب بنادے یا اس سے بھی زیادہ۔'' (بخاری:1889؛ صحیح مسلم:1376)

مدینہ آپ ﷺ کا مسکن اور جائے ہجرت ہے، یہیں پر آپ کا منبر ومحراب ہے، یہیں آپ کی قبر ہے اور یہیں سے آپ کو اُٹھایا جائے گا۔

اس شہر میں سکونت اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، یہ پاکیزہ جگہ ہے، ایمان کے ساتھ یہاں رہنا بہت بڑے شرف کی بات ہے، تقویٰ کے ساتھ اس شہر کو اپنا وطن بنانا بہت عزت کا مقام ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کی خوشی کے کیا ہی کہنے!

رسول اللہ ﷺ جس وقت سفر سے آتے اور مدینہ کی دیواریں، درخت اور ٹیلے دیکھتے تو مدینہ کی محبت میں اپنی سواری تیز دوڑاتے، اسے ایڑ لگاتے، اور بھگاتے، پھر جب بالکل سامنے آجاتے تو فرماتے: ''یہ طابہ ہے، اور یہ اُحد پہاڑ ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور یہ ہم سے محبت کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری:1481؛ صحیح مسلم:1392)۔

مدینہ میں رہنے کی اتنی برکت ہے کہ اس کے سامنے کسی بھی قسم کی خوش حالی، فراوانی اور عیش ہیچ اور نیچ ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک وقت لوگوں پر آئے گا کہ ایک شخص اپنے چچازاد اور قریبی رشتہ دار کو بلائے گا: خوش حالی کی طرف آجاؤ! خوش حالی کی طرف آجاؤ! حالانکہ ان کے لیے مدینہ بہتر ہوگا، اگر وہ جانتے ہوں۔'' (صحیح مسلم:1381)

شہر کی زیارت کے لئے آتے ہوئے آپ کی سنت اپنانے، آپ کے نقش قدم پہ چلنے اور آپ کی سیرت سے سیراب ہونے کی اہمیت مت بھولیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ﴾ [آل عمران:۳۱] ''آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ خود تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔''

آپ کی اطاعت و محبت کا یہ تقاضا ہے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت، آپ ﷺ پر سلام پیش کرنے اور مدینہ نبویہ... جو کہ ہمیشہ سے برکتوں سے مالا مال ہے... میں رہنے کے آداب سیکھیں، آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ فاضلہ کی پیروی کریں، آپ سے آگے بڑھنے سے اجتناب کریں، اور آپ کے پاس آواز بلند کرنے سے بچیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ ۝٢ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصۡوَٰتَهُمۡ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱمۡتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمۡ لِلتَّقۡوَىٰۚ لَهُم مَّغۡفِرَةٞ وَأَجۡرٌ عَظِيمٌ﴾ [الحجرات:۲-۳]

چنانچہ جب کوئی حاجی حج سے قبل یا بعد میں مسجد نبوی کی زیارت کرنا چاہیے تو وہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے قبر نبوی کی زیارت کی نیت نہ کرے؛ کیونکہ تعبدی رخت سفر قبروں کی جانب نہیں باندھا جاسکتا، یہ صرف تین مساجد کی جانب ہی باندھا جاسکتا ہے، اور وہ تین مساجد مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی ہیں، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان موجود ہے۔

اس لیے جب حاجی مسجد نبوی پہنچے تو داخل ہونے کیلئے اپنا دایاں قدم پہلے رکھے اور کہے:

"بِسْمِ اللَّهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ".

''اللہ کے نام سے میں داخل ہوتا ہوں، درود وسلام ہوں رسول اللہ پر، یا اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ میں عظمت والے اللہ اور اس کے کرم والے چہرے اور اس کی قدیم سلطانیت کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے''۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد وہ جس قدر چاہے نفل نماز ادا کرسکتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ نوافل ریاض الجنہ میں ادا کرے، یہ نبی ﷺ کے منبر اور اس حجرے کے درمیان والی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے۔ تو یہاں پر نماز ادا کرنے کے بعد قبر نبوی کی زیارت کرنا چاہیے تو وہاں پورے ادب اور وقار کے ساتھ کھڑے ہو کر کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ حَقًّا وَأَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ، فَجَزَاكَ اللَّهُ عَنْ أُمَّتِكَ أَفْضَلَ مَا جَزَى نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ.

''اے نبی آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہوں، یا اللہ! جناب محمد پر درود نازل فرما، اور جناب محمد کی آل پر بھی جیسے کہ تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر درود نازل فرمایا، بیشک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ یا اللہ! جناب محمد پر برکت نازل فرما، اور جناب محمد کی آل پر بھی جیسے کہ تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں، اور آپ نے پیغام رسالت پہنچا دیا، امانت ادا کر دی اور امت کی بھر پور خیر خواہی فرمائی، آپ نے راہ الٰہی میں کما حقہ جہاد بھی کیا، تو اس لیے اللہ تعالی آپ کو آپ کی امت کی جانب سے کسی بھی نبی کو اس کی امت کی جانب سے ملنے والے بدلے سے بھی اچھا بدلہ عطا فرمائے''۔

پھر قدرے دائیں جانب ہٹ کر سیدنا ابو بکر صدیق پر سلام پڑھے اور رضائے الٰہی کی دعا کرے۔

پھر مزید قدرے دائیں جانب ہٹ کر سیدنا عمر بن خطاب پر سلام پڑھے اور رضائے الٰہی کی دعا کرے، نیز دونوں کیلئے مناسب الفاظ میں دعائیں بھی کرے تو یہ بھی اچھا عمل ہے۔

پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام کرے:

''السلام عليك يا ابابكر! ورحمة الله وبركاته، رضى الله عنك وجزاك عن امة محمد خيرا'' پھر اسی طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر سلام کرے۔

کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حجرہ کو ہاتھ لگا کر یا اس کا طواف کر کے قرب الٰہی حاصل کرے، نیز دعا کرتے ہوئے اپنا چہرہ حجرے کی طرف نہ کرے بلکہ قبلہ رخ ہو کر دعا کرے؛ کیونکہ قرب الٰہی اسی طریقے سے حاصل ہوگا جو اللہ تعالی اور اس کے رسول نے شریعت میں رکھا ہے، نیز عبادات کی بنیاد

اتباع پر ہوتی ہے، خودساختہ طریقوں پر عبادت نہیں ہوتی۔

خواتین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا کسی اور کی قبر کی زیارت نہیں کر سکتیں؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی) اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح ترمذی: (843) میں اسے صحیح کہا ہے۔

تاہم خواتین جہاں بھی ہوں وہیں پر رہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھ سکتی ہیں، اور خواتین جہاں سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں گی آپ تک درود وسلام پہنچ جائے گا؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: (تم مجھ پر درود بھیجو، تم جہاں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا کہ: (بیشک اللہ تعالی کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر چکر لگاتے پھرتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں) اس روایت کو نسائی (1282) نے بیان کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح نسائی: (1215) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نوٹ: حدیث کے عربی الفاظ میں "زُوَّارَات" آیا ہے، اس کا معنی مبالغہ والا نہیں ہے؛ کیونکہ یہ ''زُوَّار'' یعنی زائر کی جمع ہے، تو اس کا معنی ہوگا زیارت کرنے والی خواتین۔ مزید تفصیل کیلیے آپ ''زیارۃ القبور للنساء''، ص 17 از شیخ ابو بکر ابو زید ملاحظہ کریں۔

دوسری چیز یہ کہ بہت سے حاجی اپنے اپنے ملک سے علاقے سے لوگوں کی طرف سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام لے کر آتے ہیں تاکہ قبر نبوی پر حاضری دے کر ان کی طرف سے آپ کو سلام پہنچا دیں تو یہ بالکل درست نہیں ہے بلکہ جو شرعی حکم ہے وہ یہ ہے کہ آدمی جہاں بھی رہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجے کچھ فرشتوں کو اللہ نے متعین کر رکھا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں یہ کام حاجیوں کا نہیں ہے۔

زائرین کے لئے زیادہ سے زیادہ مسجد نبوی میں ٹھہرنا، کثرت سے دعا واستغفار، ذکر واذکار، تلاوت قرآن اور دیگر نفلی عبادات واعمال صالحہ کرنا چاہئے نا کہ سیر وسیاحت اور مارکیٹنگ۔

اسی طرح مردوں کو چاہیے کہ بقیع کے قبرستان کی بھی زیارت کرے، یہ مدینہ طیبہ کا قبرستان ہے، اور اس قبرستان کی زیارت کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ، مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَمِنْكُمْ وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ. نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ. اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ.

''مومنوں اور مسلمانوں میں سے قبرستان کے مکینو تم پر سلامتی ہو، اور بیشک ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، اللہ تعالی ہمارے اور تمہارے گزشتہ و پیوستہ سب لوگوں پر رحم فرمائے، ہم اللہ تعالی سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔ یا اللہ! ہمیں ان کے اجر سے محروم مت رکھنا اور ان کے بعد ہمیں آزمائش میں مت ڈالنا، یا اللہ! ہمیں اور انہیں بخش دے''۔

اسی طرح اگر چاہے تو جبل احد جائے اور وہاں جا کر وہ تمام واقعات اپنے ذہن میں اجاگر کرے جو غزوہ احد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ساتھ اس غزوے میں ہوئے تھے کہ آپ نے یہاں جہاد کیا، پھر آزمائش آئی اور ایسے ہی اہل ایمان اور نفاق میں امتیاز سامنے آیا، نیز متعدد صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سمیت تمام شہدائے احد پر سلام پڑھے، تو اس میں بھی کوئی

حرج نہیں ہے؛ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ بھی زمین کی سیر میں شامل ہو جس کا حکم دیا گیا ہے، واللہ اعلم"۔

مسجد قبا: نبی ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت اس مسجد کو بنایا تھا۔اس کی بھی بڑی فضیلت وارد ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ، رَاكِباً وَمَاشِياً، فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. (صحیح مسلم:1399)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پیدل یا سوار ہو کر قباء تشریف لاتے اور دو رکعت (نماز نفل) ادا کرتے۔

وَعَنْ سَهْل بن حُنَيْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلَّى فِيهِ صَلاَةً كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ. (صحیح ابن ماجہ:1168)

"حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر میں وضو کیا اور پھر مسجد قباء میں آکر نماز ادا کی تو اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا"۔

ان احادیث کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ ہمیں ہفتہ کے دن ہو یا جب فرصت ملے گھر سے وضو کر کے آئیں اور مسجد قبا میں نماز ادا کریں تاکہ عمرہ کے برابر ثواب پاسکیں۔

نماز کے علاوہ اس مسجد میں دیگر کسی مخصوص عبادت کا ذکر نہیں ملتا۔اور یہ بھی یاد رہے کہ اہل مدینہ یا زائرین مدینہ کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے صرف مسجد قبا کی زیارت پہ آنا مشروع نہیں ہے۔

ایک چیز ہمیں یہ سمجھ لینی چاہیے کہ مدینہ طیبہ ہمارا آنا مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے ہو یہاں پر موجود دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کی نیت نہ ہو جیسے کہ نبی ﷺ کی قبر، بقیع، مسجد قبا نیز شہدائے احد کی قبریں وغیرہ۔

اور دوسری اہم چیز جو ہمارے لیے سب سے ضروری ہے اور جس کی بنیاد پر ہمارا عمل اللہ کے دربار میں قبول ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے یہاں کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں، ہمیشہ انہیں ذہن میں رکھیں۔

پہلی شرط: نیت کا خالص ہونا: نبی ﷺ کا فرمان ہے: بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔(بخاری)

دوسری شرط: عقیدہ توحید کا ہونا: یعنی عمل کرنے والے کا اگر عقیدہ درست نہیں تو نیک عمل بھی قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الانعام:۸۸]

ترجمہ: اور اگر بالفرض {انبیاء علیہم السلام} بھی شرک کرتے تو ان کے بھی کیے ہوئے تمام اعمال ضائع کر دیئے جاتے۔

تیسری شرط: عمل کا سنت کے مطابق ہونا: کیونکہ جو عمل نبی ﷺ کے سنت کے مطابق نہ ہو وہ بھی برباد کر دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: **من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد.** (بخاری)

ترجمہ: وہ عمل جس پر میرا حکم نہیں، مردود ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمارے تمام اعمال کو قبول فرمائے اور ہمیں شرک و بدعات نیز تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

احکام ومسائل

عشرذی الحجہ اور قربانی سے متعلق بعض اہم مسائل

● شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی (داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

عشرذی الحجہ کی فضیلت:

ذی الحجہ کی ابتدائی دس دن بڑے فضیلت والے ہیں، دیگر ایام کے بالمقابل اللہ تعالی کو ان دس دنوں میں نیک عمل سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

”عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ”مَا العَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِي هَذِهِ!“ قَالُوا: وَلاَ الجِهَادُ؟ قَالَ:”وَلاَ الجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ“.[صحیح البخاری:969]

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:”ان دس دنوں سے زیادہ کسی بھی دن میں نیک عمل افضل نہیں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جہاد بھی نہیں، سوائے اس آدمی کے جو اپنی جان ومال کی بازی لگا کر جہاد کے لئے جائے اور کچھ بھی لے کر واپس نہ آئے“۔

ان ایام کی اس قدر فضیلت کا سبب ان میں بیشتر عبادات اور قربت الہی کے کاموں کا اکٹھا ہونا ہے، جیسا کہ علماء کرام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ السَّبَبَ فِي امْتِيَازِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ لِمَكَانِ اجْتِمَاعِ أُمَّهَاتِ الْعِبَادَةِ فِيهِ وَهِيَ الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجُّ وَلَا يَتَأَتَّى ذَلِكَ فِي غَيْرِهِ“.[فتح الباری لابن حجر:2/460]

”عشرذی الحجہ کی اس امتیازی شان کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نماز، روزہ، صدقہ، اور حج جیسی بنیادی عبادتیں اکٹھا ہو جاتی ہیں، جبکہ ان کے علاوہ ایام میں یہ چیز نہیں ہوتی“۔

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دنیا کے افضل ترین دن قرار دیا ہے، ارشاد گرامی ہے:**”أفضلُ أيامِ الدُّنيا أيامُ العَشْرِ“.**[دیکھئے: صحیح الجامع حدیث:1133]

”دنیا کے سب سے افضل دن ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں“۔

ہلال ذی الحجہ دیکھنے کے بعد ناخن اور بال کا حکم:

ذی الحجہ کا ہلال دیکھ لینے کے بعد قربانی کا ارادہ رکھنے والا ناخن، بال وغیرہ نہ کاٹے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**”عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ“.** ”ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کوئی قربان کا ارادہ رکھتا ہو تو اپنے بال اور ناخن نا کاٹے“۔[صحیح مسلم:1977]

اور ایک روایت میں ہے: **”فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ، وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ“.** ”اپنا کوئی بھی بال اور ناخن نہ کاٹے یہاں تک کہ قربانی کر لے“۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **”فأما الذي يضحى عنه فلا حرج عليه، وعلى هذا فإذا أراد**

الإنسان أن يضحي عنه وعن أهل بيته بأضحية واحدة كما هي السنة، فإن أهل البيت لا يلزمهم أن يمسكوا عن الشعر، وعن الظفر، وعن البشرة". [مجموع فتاوی ورسائل العثیمین: 21/ 38]

''(چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا ارادہ رکھنے والے کو مخاطب کیا ہے اس لئے) جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو اس کے لئے بال ناخن وغیرہ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں، اور اسی بنیاد پر اگر انسان اپنی اور اپنے اہل خانہ کی جانب سے ایک ہی قربانی کرنا چاہتا ہو؛ جیسا کہ یہی سنت بھی ہے، تو اہل خانہ پر بال و ناخن کاٹنے کی پابندی نہیں ہوگی''۔

ہاں البتہ اگر کسی کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو؛ اور وہ نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اپنا بال کاٹے، ناخن تراشے، مونچھیں کاٹے اور زیر ناف کے بال صاف کرے تو اس کو قربانی کا اجر ملے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:"أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ". قَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا أُضْحِيَّةً أُنْثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ:"لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ". (سنن أبي داود: 3/ 93)، حدیث (2789)، وسنن النسائی، (7/ 212) حدیث (4365) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے عبد اللہ بن عمرو کے شاگرد عیسیٰ بن ہلال صدفی کے مجہول ہونے کے سبب ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ مسند احمد کے محققین فرماتے ہیں: ''إسنادہ حسن'' (اس کی سند حسن ہے، دیکھئے: مسند أحمد طبع الرسالة: 11/ 139، حدیث (6575)۔ اسی طرح سنن نسائی کے معروف شارح علامہ آدم ابن الشیخ الاثیوبی نے اپنی شرح میں عیسی کی تجہیل سے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے بوجوہ اسے حسن قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی: 33/ 285)۔

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قربانی کے دن کو عید بنانے کا حکم دیا گیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے۔ ایک شخص نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے اگر میرے پاس صرف ایک مانده (عطیہ کا) جانور ہو تو میں اس کی قربانی کرسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم اپنے بال اور ناخن کاٹ لو، اور مونچھیں کتر لو اور زیر کے بال صاف کرلو، یہ سارے کام اللہ عزوجل کے ہاں تمہاری پوری قربانی ہوں گے۔

یوم عرفہ کا روزہ: عشر ذی الحجہ کی نویں تاریخ جسے یوم عرفہ کہا جاتا ہے اس کی بڑی فضیلت وارد ہے، غیر حجاج کے لئے اس تاریخ کے روزہ کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

"قَالَ(أبو قتادة الْأَنْصَارِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ): وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ:" يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ". [صحیح مسلم: 1162]

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اگلے اور پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے''۔

البتہ حجاج کرام کیلئے یہ روزہ مستحب نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں روزہ کی حالت میں نہ تھے، جیسا کہ ام الفضل بنت الحارث کی روایت میں ثابت ہے۔ [دیکھئے: صحیح مسلم: 1123]

آفاقی عرفہ کا روزہ کب رکھیں؟

عام طور پر عرفہ کے روزہ کے سلسلہ میں اس امر میں اختلاف

رونما ہوتا ہے کہ آفاقی عرفہ کا روزہ اپنے ملکوں کے مطلع اور رویت کے مطابق نویں ذی الحجہ کو رکھیں یا پھر جس دن حجاج کرام مشعر عرفات میں وقوف کرتے ہیں؟

یہ مسئلہ بنیادی طور پر مطالع کے اختلاف واتحاد کے معروف مسئلہ پر موقوف ہے، جس سے نماز، روزہ، حج اور طلوع وغروب آفتاب اور اس کے علاوہ دیگر بکثرت مسائل متعلق ہیں۔اور علماء محققین کے یہاں مطالع کا اختلاف معتبر ہے۔لہٰذا اس سلسلہ میں راجح موقف یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے ملک کی رویت کے مطابق نویں تاریخ کو روزہ رکھیں گے۔

علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سئل فضيلة الشيخ - رحمه الله تعالى -: إذا اختلف يوم عرفة نتيجة لاختلاف المناطق المختلفة في مطالع الهلال فهل نصوم تبع رؤية البلد التي نحن فيها أم نصوم تبع رؤية الحرمين؟

فأجاب فضيلته بقوله: هذا يبنى على اختلاف أهل العلم: هل الهلال واحدفي الدنيا كلها أم هو يختلف باختلاف المطالع؟ والصواب أنه يختلف باختلاف المطالع، فمثلاً إذا كان الهلال قد رؤي بمكة، وكان هذا اليوم هو اليوم التاسع، ورؤي في بلد آخر قبل مكة بيوم وكان يوم عرفة عندهم اليوم العاشر فإنه لا يجوز لهم أن يصوموا هذا اليوم لأنه يوم عيد، وكذلك لو قدر أنه تأخرت الرؤية عن مكة وكان اليوم التاسع في مكة هو الثامن عندهم، فإنهم يصومون يوم التاسع عندهم الموافق ليوم العاشر في مكة، هذا هو القول الراجح، لأن النبي ﷺ يقول: إذا رأيتموه فصوموا وإذا رأيتموهفأفطروا وهؤلاء الذين لم يُر في جهتهم لم يكونوا يرونه، وكما أن الناس بالإجماع يعتبرون طلوع الفجر وغروب الشمس في كل منطقة بحسبها، فكذلك التوقيت الشهري يكون كالتوقيت اليومي. [مجموع فتاوی ورسائل العثیمین:20/47]

سوال: مختلف ممالک میں مطالع ہلال کے اختلاف کے سبب اگر عرفہ کا دن مختلف ہو تو کیا ہم اپنے ملک کی رویت کے اعتبار سے عرفہ کا روزہ رکھیں یا حرمین کی رویت کے اعتبار سے؟

جواب: یہ مسئلہ اہل علم کے اس اختلاف پر مبنی ہے کہ آیا ہلال پوری دنیا میں ایک ہی ہے یا پھر مطالع کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے؟ صحیح بات یہ ہے کہ ہلال ایک نہیں بلکہ مطالع کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے، بنابریں اگر مکہ میں ہلال نظر آئے اور وہاں نویں تاریخ ہو، اور دوسرے ملک میں مکہ سے ایک دن پہلے نظر آئے تو ان کے یہاں یوم عرفہ دسویں تاریخ کو ہوگا، اور ایسی صورت میں ان کے لئے روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ عید کا دن ہے، اسی طرح اگر مان لیا جائے کہ کہیں مکہ سے ایک دن تاخیر سے رویت ہوئی ہو تو مکہ میں نویں تاریخ اُن کے یہاں آٹھویں تاریخ ہوگی، ایسی صورت میں وہ اپنے یہاں کی نویں تاریخ کو روزہ رکھیں گے جو مکہ میں دسویں تاریخ ہوگی، یہی قول راجح ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا“.

”جب تم ہلال دیکھو تو روزہ رکھو اور جب ہلال دیکھو اور روزہ چھوڑو“۔[صحیح بخاری:۱۹۰۰]

اور یہ لوگ جن کی طرف ہلال نظر نہیں آیا وہ ہلال دیکھ والے نہیں کہلائیں گے۔نیز جس طرح لوگ اجماعی طور پر صبح صادق اور

غروب آفتاب کا اعتبار اپنے اپنے ملک کے مطابق کرتے ہیں، اسی طرح ماہانہ اوقات کی تعیین بھی یومیہ اوقات کی تعیین جیسی ہوگی۔

قربانی: قربانی خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے لخت جگر اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یادگار ہے، جسے اللہ عز وجل نے اپنے خلیل کی محبوب ادا کے طور پر شریعت اسلامیہ کا ایک عظیم الشان شعار قرار دیا ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان عبادت اور قربت الٰہی کا ذریعہ ہے، قربانی حکم الٰہی پر تسلیم ورضا اور فدائیت کی نہایت اعلیٰ مثال ہے۔

قربانی کا حکم: اہل علم کے صحیح قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا".[مسلم:1977]

"جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہوجائے تو جسے قربانی کرنے کا ارادہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بال اور جسم کی کسی چیز کو نہ کاٹے"۔

حدیث رسول میں "قربانی کرنے کا ارادہ ہو" کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے۔[المغنی ۱۳/۳۶۱ والمجموع: ۸/۳۵۶]

اور ابو سریحہ حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَمَا يُضَحِّيَانِ عَنْ أَهْلِهِمَا خَشْيَةَ أَنْ يُسْتَنَّ بِهِمَا".
[سنن کبری بیہقی:۱۹۵۰۸، دیکھئے: ارواء الغلیل: ۴/۳۵۵/۱۱۳۹، صحیح]

"میں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ کبھی کبھار اس خوف سے قربانی نہیں کرتے تھے کہ کہیں لوگ انہیں دیکھ کر اسے واجب نہ سمجھنے لگیں"۔

اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **"إِنِّي لَأَدَعُ الأَضْحَى وَإِنِّي لَمُوسِرٌ مَخَافَةَ أَنْ يَرَى جِيرَانِي أَنَّهُ حَتْمٌ عَلَيَّ".** "کہ میں استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں میرے پڑوسی اسے فرض نہ سمجھ لیں"۔[سنن کبری بیہقی:۱۹۵۱۱، دیکھئے: ارواء الغلیل ۴/۳۵۵/۱۱۳۹، صحیح]

قربانی کے ایام: قربانی کا وقت نماز عید الاضحیٰ کے بعد سے شروع ہوکر ایام تشریق کے آخری دن (۱۳/ذی الحجہ) تک جاری رہتا ہے، اس طرح ذبح کی کل مدت چار دن ہے، البتہ پہلا دن ہی افضل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ، فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا"

"آج کے دن ہم سب سے پہلا کام نماز عید الاضحیٰ پڑھیں گے پھر واپس ہوکر قربانی کریں گے، لہٰذا جس نے ایسا کیا اُس نے ہماری سنت پالیا"۔[بخاری:۹۵۱]

نیز ارشاد ہے: **"...وكل أيام التشريق ذبح"** تمام ایام تشریق (ایام منیٰ ۱۱، ۱۲، ۱۳) ذبح کے دن ہیں۔[الصحیحۃ: ۲۴۷۶، وصحیح الجامع: ۴۵۳۷، والتعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان: ۳۸۴۳]

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **"أيام النحر يوم الاضحى وثلاثة أيام بعده".** "قربانی کے ایام چار ہیں: عید کا دن اور اس کے بعد تین دن"۔[زاد المعاد:۲/۲۸۹]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے مسئلہ میں علماء کے چار اقوال ذکر کئے ہیں، لیکن دلائل کی روشنی میں اس قول کو راجح قرار دیا ہے، اور فرماتے ہیں: یہی حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، اوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ کی رائے ہے۔[دیکھئے: زاد المعاد: ۲/۱۸۹، ہدی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الأضاحی، نیز دیکھئے: التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ والزیارۃ علی ضوء الکتاب (ص:64)، والمنہج لمرید العمرۃ والحج (ص: 16)، والشرح الممتع:7/499]

قربانی کا طریقہ: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے، گائے، بیل، بھینس اور بکرا ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھری تیز کر کے جانور کو اس کے بائیں پہلو پر لٹا دیا جائے، اور ذبح کرنے والا اپنا پیر جانور کی گردن پر رکھے اور پھر "**بسم الله الله أكبر، الله هذا منك ولك ، اللهم هذا عني يا (اللهم تقبل مني)** کہہ کر ذبح کرے، اور اگر قربانی کسی اور کی طرف سے ہو تو "منی یا عنی" کے بجائے "عن یا من" کہہ کر اس کا نام لے۔ [دیکھئے متعلقہ حدیثیں: مسلم ۱۹۶۷، صحیح ابوداؤد ۲/ ۵۴۰/ ۲۴۳۶، ارواء الغلیل ۴/ ۳۶۶/ ۱۱۵۲]

قربانی کا جانور: قربانی کے مشروع جانور اونٹ، گائے، بھینس اور بکری (تمام جنسوں اور نسلوں سمیت) ہیں ارشاد باری ہے: ﴿لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [الحج: ۳۴] "تاکہ اللہ نے جو انہیں چوپائے عطا فرمائے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں"۔

"بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ" سے مراد اونٹ، گائے اور بکری ہے۔

[دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۳۱۲، والمغنی: ۱۳/ ۳۶۸]

بکرا، مینڈھا، دنبہ ایک شخص اور اونٹ، گائے، بیل، بھینس سات اشخاص کی طرف سے کافی ہوں گے۔ بکری بکرا کا ایک سالہ، گائے، بیل، بھینس کا دو سالہ اور اونٹ اونٹنی کا پانچ سالہ ہونا ضروری ہے۔ علماء اہل حدیث رحمہم اللہ نے قربانی جانوروں میں دانتا ہونے کی شرط لگائی ہے، کیونکہ دانتا ہونے کی صورت میں مطلوبہ عمر کی تکمیل میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہ جاتا، لہٰذا دانتا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح قربانی کے جانور کا صحیح سالم، عیوب سے پاک، صاف ستھرا، فربہ اور خوبصورت ہونا چاہئے، چنانچہ اندھا، کانا، لولا، لنگڑا، مریض، عضو کٹا یا ٹوٹا، بہت زیادہ دبلا پتلا اور لاغر و کمزور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

مردے کی طرف سے قربانی:

اس سلسلہ میں علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قربانی درحقیقت زندوں کے حق میں مشروع ہے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے قربانیاں کیا کرتے تھے، اور جہاں تک بعض جاہل عوام کا خیال ہے کہ قربانی صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے تو اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور مردوں کی طرف سے قربانی کی تین قسمیں ہیں:

۱- یہ کہ زندوں کے ساتھ مردوں کی طرف سے بھی کی جائے، مثلاً آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے اور اس کے ذریعہ زندوں اور مردوں سب کی نیت کرے، اس قسم کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قربانی ہے جو آپ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے کرتے تھے، جبکہ آپ کے اہل خانہ میں سے بہت سے لوگ پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔

۲- یہ کہ مردوں کی طرف سے اس لئے کی جائے کہ وہ اس کی وصیت کر گئے ہوں، تو وصیت کا نفاذ جائز ہے، بس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے...... جس میں مرنے والا اپنے اہل کو کسی خیر کی وصیت کر گیا ہو اور وہ اسے نافذ نہ کریں تو ان کے گناہ گار ہونے کا ذکر ہے......: ﴿فَمَن بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ۱۸۱] "تو جس شخص نے اسے (وصیت) سننے کے بعد بدل دیا اس کا گناہ بدلنے والے ہی پر ہوگا واقعی اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے"۔

۳- یہ کہ زندوں کو چھوڑ کر صرف مردوں کی طرف سے انہیں ثواب پہنچانے کیلئے قربانی کی جائے، تو یہ بھی جائز ہے، فقہائے حنابلہ نے صدقہ پر قیاس کرتے ہوئے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس قربانی کا ثواب مردے کو پہنچے گا، اور میت اس سے فائدہ

اٹھائے گا، جیسے کہ صدقہ کا پہنچتا ہے، لیکن ہمارے کہنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انفرادی طور پر صرف میت کی طرف سے قربانی کرنا سنت رسول ﷺ ہے، اس لئے کہ آپ نے اپنے فوت شدہ اقارب میں سے کسی کی طرف سے خاص قربانی نہ کی، نہ اپنے چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی طرف سے، نہ اپنی زندگی میں فوت شدہ اولاد تین شادہ شدہ بیٹیوں اور تین چھوٹے بیٹوں کی طرف سے، اور نہ ہی اپنی عزیز ترین رفیقۂ حیات مائی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے۔ اور نہ ہی عہد نبوت میں کسی صحابی ہی سے منقول ہے کہ ان میں سے کسی نے اپنے فوت شدہ اقارب میں کسی کی طرف سے خاص قربانی کی ہو۔ [احکام الأضحیۃ والذکاۃ۔ باختصار]

نبی کریم ﷺ کی جانب سے قربانی کا حکم: بعض لوگ بسا اوقات بڑی عقیدت سے ایک جانور کی قربانی نبی کریم ﷺ کی جانب سے کرتے ہیں، جبکہ ایسا کرنا جائز نہیں، کیونکہ عبادات میں اصل ممانعت ہے' تا آنکہ اس کی کوئی مستند دلیل ہو۔

جہاں تک رہا مسئلہ سنن میں علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا جسے لوگ اس عمل کی دلیل بناتے ہیں' کہ وہ ''حکم رسول'' یا ''وصیت رسول'' ﷺ کے مطابق دو مینڈھے لاتے تھے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اور دوسرا اپنی طرف سے قربان کرتے تھے' بوجوہ اس مسئلہ کے لئے قابل حجت نہیں، حدیث یہ ہے:

عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: "أَمَرَنِي بِهِ"- يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - فَلَا أَدَعُهُ أَبَدًا". [جامع الترمذی: ۱۴۹۵، وسنن أبی داود: ۲۷۹۰، ومسند أحمد طبع الرسالۃ: ۲/۲۰۵ / ۸۴۳] ''علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے، ایک نبی کریم ﷺ کی جانب سے اور دوسری اپنی جانب سے، اس بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، لہٰذا میں اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا''۔

۱۔ یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں ابو الحسناء مجہول اور شریک نخعی سیء الحفظ اور حنش ضعیف ہیں۔ [دیکھئے: ضعیف أبی داود۔ الام: 2/ 371، حدیث: 483، ومسند أحمد طبع الرسالۃ: 2/ 206۔ ضعیف سنن الترمذی: ص: ۱۷۵، حدیث: ۲۵۴]

۲۔ بالفرض اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ وصیت کا معاملہ ہوگا (جیسا کہ سنن ابوداود کی روایت میں ''أوصانی'' کے لفظ کی صراحت ہے) جو علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے، دوسرے کسی کو آپ ﷺ نے وصیت نہیں کی ہے، لہٰذا نص پر توقف لازم ہوگا اس سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

چند متفرق مسائل:

۱۔ قربانی کا گوشت حسب ضرورت خود کھائیں، اعزاء و اقارب کو کھلائیں اور محتاجوں میں تقسیم کریں، حسب حال غیر مسلموں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ (سورۃ الحج: ۲۸، ۳۶)

۲۔ قربانی کے کسی بھی حصہ کو بیچنا جائز نہیں ہے خواہ اس کا بال یا اس کی جلد ہی کیوں نہ ہو، اور نہ ہی اس میں سے قصاب کی مزدوری دینی جائز ہے۔ [بخاری: ۱۷۱۶ و مسلم: ۱۳۱۷]

۳۔ بکرا بکری ایک شخص اور اس کے اہل و عیال، اسی طرح اونٹ، گائے، بیل، بھینس سات اشخاص اور ان کے اہل و عیال کی جانب سے کافی ہیں۔ [صحیح سنن ترمذی: ۱۵۰۵]

۴۔ خصی جانور کی قربانی حلال اور جائز ہے، نبی کریم ﷺ نے خصی کی قربانی کی ہے۔ [سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۲، ومسند احمد: ۲۵۰۴۶، صحیح دیکھئے: ارواء الغلیل: ۴/ ۳۶۰/ ۱۱۴۷]

واللہ اعلم وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین۔

بحوث ومقالات

رحمت الٰہی کے مظاہر

● شیخ رضوان اللہ عبدالرؤف سراجی (استاد: مرکز امام بخاری: تلولی، ممبئی)

محترم قارئین! اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام صرف اللہ ہے باقی سارے نام صفاتی ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے کئی صفات ہیں اور انہیں صفات سے اللہ تعالیٰ کے دیگر ناموں کو اخذ کیا گیا ہے بطور مثال اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے اس لئے اس کا نام علیم ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے اس لئے اس کا ایک نام بصیر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہماری ہر بات سنتا ہے اسی لئے اس کا نام سمیع ہے غرضیکہ ہر نام سوائے اللہ کے کسی نہ کسی صفت سے جڑا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رحمت بھی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحیم وکریم بھی ہے، اسی لئے اس کے صفاتی ناموں میں ایک نام الرحمن اور دوسرا الرحیم بھی ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا تعارف اسی صفت سے کرایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ [الفاتحۃ: ۲] ''جو رحمان اور رحیم ہے''۔

اور اللہ کی اس صفت کا اقرار ایک مسلمان دن میں کئی بار کرتا ہے کیوں کہ ہر مسلمان پر نماز کا ادا کرنا ضروری ہے اور نماز وہ عبادت ہے کہ اس میں سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **''لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ''** جو سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۵۶، صحیح مسلم: ۳۹۴)

اور جب ایک مسلمان نماز ادا کرتا ہے تو ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے اور جب سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت رحمت کا اقرار بھی کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا رحیم ہے اس کا اندازہ آپ رسول ﷺ کے اس روایت سے لگائیے جس میں ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی آئے، ایک عورت ان میں سے کسی کو ڈھونڈھتی تھی، جب اس نے ایک بچے کو پایا ان قیدیوں میں سے تو اس کو اٹھایا اور پیٹ سے لگایا اور دودھ پلایا، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: کیا سمجھتے ہو یہ عورت اپنے بچے کو انگار میں ڈال دے گی؟ ہم نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم وہ کبھی ڈال نہ سکے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: البتہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ مہربان ہے اس سے جتنی یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے''۔ (صحیح بخاری: ۵۹۹۹، صحیح مسلم: ۲۷۵۴)

اور نہ صرف یہ کہ یہ بات صرف دلیل کی حد تک ہے بلکہ رحمت الٰہی کے بے شمار مظاہر اس دنیا میں عیاں ہیں، اگر آپ جائزہ لیں گے تو قدم قدم پر رحمت الٰہی کے مظاہر نظر آئیں گے، چند مظاہر دلیل کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

☆ آپ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ''میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے''۔

[الذاریات: ۵۶]

لیکن بہت سے لوگ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرتے

ہیں، کسی اور کے لئے رکوع وسجود کرتے ہیں، شرک جیسے خطرناک گناہ میں ملوث ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بھی روزی دیتا ہے، انہیں بھی کھلا رہا ہے، ان کی تمام ضرورت پوری کررہا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتو انسان کے گناہ اتنے ہیں کہ سورج، چانداور ستارے زمیں دوز ہوجائیں، کائنات پھٹ پڑے، یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اتنا گناہ کرنے کے باوجود اپنے بندوں کی تمام ضرورتیں پوری کررہا ہے، چونکہ یہ اللہ کا قانون ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"لَمَّا قَضَى اللَّهُ الخَلْقَ، كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ: غَلَبَتْ، أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ العَرْشِ".(صحیح بخاری:۷۵۵۳)

''اللہ تعالیٰ جب ساری مخلوق پیدا کر چکا تو اس نے اپنے پاس ایک کتاب لکھا جو اسی کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے جس میں ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یا میرے غصے پر سبقت کرگئی ہے''۔

☆ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا، ہماری ضرورت کی ساری چیزیں مہیا کیا اور ہماری رہنمائی کے لئے، ہمیں تنگی اور گمرہی سے نکالنے اور سیدھی راہ پر لانے کے لئے رسول مبعوث کیا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا نُرْسِلُ ٱلْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۖ فَمَنْ ءَامَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [الانعام:۴۸]

''اور ہم پیغمبروں کو نہیں بھیجتے مگر اس لئے کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں پھر جو ایمان لے آئے اور درستی کرلے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے''۔

☆ اللہ تعالیٰ اتنا بڑا رحیم ہے کہ اس کا گنہ گار بندہ جب اپنی بدکرداری سے باز آئے اور خلوص کے ساتھ اس کے سامنے جھکے اور سچے دل سے توبہ کرے تو وہ اپنے رحم وکرم سے اس کی پردہ پوشی کرتا ہے اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے اور اپنا فضل اس کے شامل حال کردیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

﴿وَهُوَ ٱلَّذِى يَقْبَلُ ٱلتَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِۦ وَيَعْفُوا۟ عَنِ ٱلسَّيِّـَٔاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ [الشوریٰ:۲۵]

''وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کررہے ہو [سب] جانتا ہے''۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا".(صحیح مسلم:۲۷۵۹)

''بے شک اللہ عزت اور بزرگی والا اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے رات کو تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرے اور ہاتھ پھیلاتا ہے دن کو تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرے یہاں تک کہ آفتاب نکلے پچھم سے''۔

☆ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ہی کا مظہر ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہے لیکن ایک گناہ کا بدلہ ایک ہی لکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

''جو نیک کام کرے گا اس کے لئے اس کے مثل دس ہے اور جو برائی کرے گا اس کو اس کے مثل ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا''۔[الانعام:۱۶۰]

اس بات کی مزید وضاحت اس روایت سے ہوتی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اس کے لیے نیکی لکھ لو، اور اگر وہ اسے کر گزرے تو اس کے لیے اس کے مثل دس نیکیاں لکھ لو، اور جب وہ کسی برے کام کا ارادہ کرے تو کچھ نہ لکھو، اور اگر وہ کام کو کر ڈالے تو صرف اسے اسی ہی کے مثل لکھو، پھر اگر وہ اسے چھوڑ دے (کبھی راوی نے یہ کہا) اور کبھی یہ کہا (دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے) تو اس کے لیے اس پر بھی ایک نیکی لکھ لو، پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی ﴿مَن جَآءَ بِٱلۡحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشۡرُ أَمۡثَالِهَا﴾ ''۔ (جامع الترمذی: ۳۰۷۳)

یہ اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ نیکی کے بدلے میں صرف اتنی ہی نیکی کا اجر نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ اجر وثواب دیتا ہے مگر برائی کا بدلہ اسی قدر ہی دیتا ہے جتنی برائی ہو۔

☆ اگر یہ دیکھنا ہے کہ اللہ تعالی کتنا بڑا رحیم ہے تو آؤ اس روایت میں میں غور کرتے ہیں جس میں ہے کہ ابوطویل رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ:

''آپ کا کیا خیال ہے اس آدمی کے بارے میں جو ہر قسم کا گناہ کیا ہو، ہاں اس نے شرک نہیں کیا لیکن اس نے چھوٹا یا بڑا کوئی گناہ نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس نے اسے انجام دیا ہے تو کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ اسلام لا چکے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رہی بات میری تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر آپ نیکیاں کریں گے اور برائیوں سے بچیں گے تو اللہ تعالی انہیں ان تمام نیکیوں کی وجہ سے مٹا دے گا، انہوں نے کہا کہ میری غداریاں اور میرے فسق و فجور؟ فرمایا ہاں (یعنی انہیں بھی مٹا دے گا) اس نے کہا اللہ اکبر اور تکبیر کہتے ہوئے وہ وہاں سے بھاگا''۔ (الآحاد والمثانی لابن أبي عاصم: ۲۷۱۸)

گویا اللہ تعالی کی رحمت اس قدر وسیع ہے کہ مشرک ہو، گنہ گار ہو، ہمہ وقت گناہوں میں مبتلا رہنے والا ہو لیکن قبول اسلام پر اللہ تعالی اس کے زندگی بھر کا گناہ معاف کر دیتا ہے۔

☆ رحمت الہی کا کرشمہ دیکھنا ہے تو آؤ نبی کریم ﷺ کی یہ روایت سنو جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا میں تمہارے حق میں کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے، اس نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیکی نہیں کیا، اس لیے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری ہڈیوں کو پیس دینا پھر مجھے کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا، بیٹوں نے ایسا ہی کیا لیکن اللہ عزوجل نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تجھے اس پر کس چیز نے ابھارا؟ اس نے عرض کیا کہ تیرے ہی خوف نے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی''۔ (صحیح بخاری: ۳۴۷۸، صحیح مسلم: ۲۷۵۷)

☆ اللہ کی رحمت ہی دیکھنا ہے تو آؤ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان بھی سنتے چلو جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

''يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَ رَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً''.

''اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے

بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی، اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا)''۔ (جامع الترمذی: ۳۵۴۰)

☆ رحمت الٰہی کی ایک مثال یہ بھی دیکھتے چلیے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''جہنم میں داخل ہونے والوں میں سے دو آدمیوں کی چیخ بلند ہوگی، رب عزوجل کہے گا: ان دونوں کو نکالو، جب انہیں نکالا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: کس چیز نے تمہاری چیخ بلند کیا؟ وہ دونوں کہیں گے کہ ہم نے ایسا اس وجہ سے کیا تاکہ تو ہم پر رحم کر، اللہ کہے گا: تم دونوں کے لیے ہماری رحمت یہی ہے کہ تم جاؤ اور اپنے آپ کو اسی جگہ ڈال دو جہاں تھے، وہ دونوں چلیں گے اور ان میں کا ایک اپنے آپ کو جہنم میں ڈال دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر ٹھنڈا اور سلامتی والی بنا دے گا اور دوسرا کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو نہیں ڈالے گا، اس سے رب عزوجل پوچھے گا: تمہیں جہنم میں اپنے آپ کو ڈالنے سے کس چیز نے روکا؟ جیسے تمہارے ساتھی نے اپنے آپ کو ڈالا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے امید ہے کہ تو مجھے وہاں سے نکالنے کے بعد اس میں نہیں لوٹائے گا، اس سے رب کہے گا: تیرے لیے تیری امید ہے، پھر وہ دونوں اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے''۔ (جامع الترمذی: ۲۵۹۹)

☆ اللہ کی رحمت کا اندازہ اس روایت سے بھی لگایئے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا کہ یا اللہ! میرا گناہ بخش دے، تبارک وتعالی نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے دوبارہ گناہ کیا اور کہا: اے میرے رب! میرا گناہ بخش دے، تبارک وتعالی نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے گناہ کیا: اور کہا: اے میرے رب! میرا گناہ بخش دے، تبارک وتعالی نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا اور گناہ پر پکڑتا ہے، اے بندے! اب تو جو چاہے عمل کر میں نے تجھے بخش دیا، عبدالاعلیٰ نے کہا: جو راوی ہے اس حدیث کا مجھے یاد نہیں تیسری بار یا چوتھی بار یہ فرمایا: اب جو چاہے عمل کر''۔ (صحیح مسلم: ۲۷۵۸)

اور یہ یاد رکھو کہ جس طرح اللہ تعالی رحمن اور رحیم ہے اسی طرح اللہ کو صفت رحمت بہت پسند ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ، الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ''. (جامع الترمذی: ۱۹۲۴)

''رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے، تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا، رحم رحمن سے نکلا ہے، جو اس کو جوڑے گا اللہ اس کو جوڑے گا اور جو اس کو کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا''۔

اور رحم کرنے والے بندوں کے حق میں اللہ تعالی نے

بشارتیں سنائی ہے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ، أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ“.(صحیح مسلم:۲۸۴۰)

”جنت میں کچھ لوگ ایسے داخل کئے جائیں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے“۔

اس قوم کے دل کی مثال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پرندوں کے دل سے کیوں دیا؟ امام سیوطی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”قيل فِي الرقة والضعف وَقيل فِي الْخَوْف والهيبة لله فَإِن الطير أَكثر الْحَيَوَان خوفًا وفزعا“.(شرح السیوطی علی مسلم:۱۸۶/۶)

”ایک قول یہ ہے کہ یہ نرمی اور کمزوری میں کہا گیا ہے، دوسرا قول یہ کہا گیا ہے یہ اللہ تعالی سے خوف اور ہیبت میں کہا گیا ہے کیوں کہ تمام حیوانوں میں سب سے زیادہ حوف کھانے اور گھبرانے والا ہے“۔

اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”وَكَانَ الْمُرَاد قوم غلب عَلَيْهِم الْخَوْف كَمَا جَاءَ عَن جماعات من السّلف فِي شدَّة خوفهم وَقيل الْمُرَاد متوكلون“.(شرح السیوطی علی مسلم:۱۸۶/۶)

”اس سے مراد یہ ہے کہ اس قوم پر خوف اسی طرح غالب آ گیا جس طرح سلف صالحین کی جماعت کے بارے میں شدت خوف کی بات آئی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں توکل کرنے والے مراد ہیں“۔

یعنی انہیں اللہ تعالی اس لئے جنت میں داخل کرے گا کہ ان کے دل دنیا میں لوگوں کے ساتھ اسی طرح نرم تھے جس طرح پرندوں کا دل نرم ہوتا ہے، وہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح رحم دلی کا ثبوت دے رہے تھے جس طرح پرندے رحم دل ہو کرتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا وَأَخَّرَ اللَّهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.(صحیح مسلم:۲۷۵۲)

”اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے اس نے جنوں، آدمیوں، جانوروں اور کیڑوں میں ایک رحمت اتاری ہے اسی کے ذریعہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور رحم کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ وحشی اپنے بچے سے محبت کرتا ہے اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کر رکھا ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں پر قیامت کے دن رحم کرے گا“۔

آج ہمارے مابین جو بکثرت گناہ کر جاتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ اب ہماری بخشش نہیں ہوگی، اب اللہ ہمیں معاف نہیں کرے گا تو ان کی یہ سوچ غلط ہے کیوں کہ اللہ کی رحمت بہت کشادہ ہے اس لئے ہمیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ رحمت الٰہی کی امید ہی رکھنی چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُواْ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ﴾ [الزمر:۵۳]

”کہہ دو اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، اللہ تمام گناہوں کو بخشتا ہے اور بخشنے اور رحم کرنے والا ہے“۔

احساسات وتاثرات

قسط:(۱)

دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چند روز

● شیخ رشید سمیع سلفی (جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

حج وعمرہ کا سفرنامہ صرف بیان واقعات اور گونا گوں مشاہدات کا خوبصورت سلسلہ نہیں بلکہ ایمان، اخلاص، تقوی، انابت، تعلق باللہ، معرفت، جذبۂ عمل اور خشیت کا ایسا حسین مرقع ہوتا ہے جس کی موج خوشبو قلب وروح کو معطر کردیتی ہے، الفاظ وجملوں سے نکلتی ہوئی شعائیں گوشۂ ضمیر کو روشن کردیتی ہیں، زندگی کے حسین، خوبصورت اور باغ و بہار لمحے قید تحریر میں آجائیں تو حیات مستعار کی حیات بخش یادیں دوسروں کیلئے عبرت وتحریک کا سامان بن جاتی ہیں، اس لئے احوال سفر کو ضبط تحریر میں لانے کا ارادہ بن گیا ہے، مکہ ومدینہ کا نام ہی ساز دل پر تقدس ومحبت کا نغمہ چھیڑتا ہے، روح میں فرحت و انبساط کے سوئے جذبے انگڑائی لینے لگتے ہیں، مقامات مقدسہ تک جانا اور مقدس آثار کا بچشم خود مشاہدہ کرنا، یہ وہ خیال ہے جو روح کو سرشار کردیتا ہے، عزم اگر سچا اور طلب صادق ہو تو مشیئت اسباب پیدا کردیتی ہے، ابراہیمی اعلان ”واذن فی الناس بالحج“ کی عالمگیر صدا جن روحوں تک پہونچی تھی وہ روحیں کائنات کے چپے چپے سے کھنچ کھنچ کر مرکز توحید کی گرد پہونچتی رہیں گی۔

حالات کتنے نامساعد کیوں نہ ہوں لیکن شمع توحید کے پروانوں کو رقص بسمل سے کون روک سکتا ہے؟ یہاں کون نہیں آیا؟ بڑے بڑے شاہان وقت، علماء ربانی اور اہل اقتدار حاضری دے چکے ہیں، یہاں پہونچ کر شاہ گدا بن جاتے ہیں، آقا غلام بن جاتے ہیں، سخی محتاج بن جاتے ہیں، بلند پست اور کجکلاہ عجز و نیاز کا پیکر بن جاتے ہیں، جنھوں نے ایک بار دیکھا وہ بار بار دیکھنے کا داعیہ لے کر لوٹتے ہیں اور جو باریابی سے محروم رہے وہ دیکھنے کیلئے ماہئ بے آب کی طرح تڑپتے رہتے ہیں، جہاں غرور کا سر جھک جاتا ہے، انا مسمار ہوجاتی ہے، آدمی عظمت ورفعت کے سارے جذبات کو کچل کر صرف ایک ذات کی عظمت کا ترانہ لبوں پر سجالیتا ہے، ان کے سر جھکے ہوتے ہیں، لب کانپ رہے ہوتے ہیں، قدم لرز رہے ہوتے ہیں، عزم وہمت کے جامد گلیشیر پگھلنے لگتے ہیں، ساکت روح تھرکنے لگتی ہے، پتھرائی آنکھیں جنبش کرنے لگتی ہیں، کثافتیں دھل رہی ہوتی ہیں، زندگی ایک نئے قالب میں ڈھل رہی ہوتی ہے۔

وزارۃ الشؤون الاسلامیہ سعودی حکومت کا ایک دینی دعوتی تعلیمی اور رفاہی ادارہ ہے جس نے پورے عالم اسلام میں گرانقدر اور ہمہ جہت خدمات انجام دی ہیں، وزارۃ کے حج وعمرہ کے برنامج سے الحمدللہ پوری دنیا سے لوگ شاہی خرچ پر حج وعمرہ کرتے ہیں، یہ شاہکار ادارہ سعودی حکومت کا قابل ستائش اقدام ہے، 2025 کے برنامج میں خاکسار کا نام بھی شامل فہرست ہوا، یہ مژدۂ جانفزا میرے کرم فرما شیخ عبدالحکیم مدنی حفظہ اللہ نے فون پر سنایا، پھر کیا تھا؟ جبین محبت نے سجدۂ شکر بجالایا اور خاکسار تیاریوں میں جٹ گیا، یہ موقع زندگی کا حسین لمحہ تھا، اپنے بڑوں کی شفقت ودعا کا دل ہمیشہ مقروض رہیگا، 26رفروری کو دہلی سے فلائیٹ تھی، خاکسار کو ممبئی سے دہلی اور دہلی سے مدینہ

پہونچنا تھا، 25/ تاریخ کو دہلی ایمبسی سے ضروری کاغذات لینے کے بعد 26/ کی صبح ہم دہلی اندرا گاندھی ائیر پورٹ پہونچ گئے، دلی میں شیخ محمد رحمانی حفظہ اللہ کے ذریعے سارے امور بحسن و خوبی انجام پائے، آپ نے خاکسار کو ان رفقاء سفر کے ہمراہ کیا جن کی رفاقت نے سفر کو حضر میں بدل دیا، شیخ عبدالقیوم سنابلی حفظہ اللہ سعودی سفارت خانے کے شعبہ ملحقیہ ثقافیہ میں مشرف دراسی کی پوسٹ پر فائز ہیں۔

بہت ملنسار، مخلص اور دوسروں کا خیال رکھنے والے ہیں، شیخ فاروق سنابلی حفظہ اللہ جو ایمبسی کی طرف سے ہمارے امیر تھے، آپ نے پورے گروپ کا بہت زیادہ خیال رکھا، شیخ عزیز احمد مدنی حفظہ اللہ اور شیخ شہاب سنابلی حفظہ اللہ بھی ہمارے ساتھ تھے، شیخ ضیاء الرحمان خان ابن عبداللہ سعیدی جو تلسی پور ضلع بلرامپور کے ہیں اور مرنجا مرنج شخصیت کے مالک ہیں، آپ بھی ہمارے رفیق سفر تھے اور برموقع ضرورت ہمارے بہت کام آئے، دکتور عبدالصبور مدنی (جامعہ سلفیہ) بھی قافلے میں ساتھ تھے، دوسرے احباب بھی شریک سفر تھے جن کے ساتھ مستقل رفاقت نہیں تھی بس گاہے بگاہے ملاقات ہوتی رہی تھی، دہلی ائیر پورٹ پر امیگریشن اور دوسری کارروائیاں مکمل کرنے کے بعد ہم اپنے زون میں فلائیٹ کے منتظر تھے، چند ثانیے بعد اناؤنس ہوا اور ہم فلائیٹ میں داخل ہوئے، جہاز جب رن وے پر دوڑ رہا تھا تو دل رب کے شکر کے ترانے الاپ رہا تھا، سرعت رفتار کے ساتھ فلائیٹ نے جب اڑان بھری تو طائر خیال بھی ماضی کی خلاؤں میں محو پرواز ہو گیا۔

حج کے سفرناموں سے ماضی کی جو تصویر ہمارے ذہن میں ابھرتی ہے اس کے مطابق ماضی کے سفر بڑے دشوار گذار ہوا کرتے تھے، موجودہ دور کی آسانیاں کسی معجزے سے کم نہیں ہیں، مسافر کو کبھی کبھار خطرات و مہالک سے گذرنا پڑتا تھا، لوگ جان کی بازی لگا کر حج وعمرہ کو جایا کرتے تھے، کتنے تو سفر میں موت کی آرزو لے کر نکلتے تھے، عازمین حج کو اس انداز سے لوگ رخصت کرتے تھے جیسے وہ سفر آخرت پر جا رہا ہو، حاجی بھی غلطیوں کی معافی تلافی کر کے بچشم نم نکلتا تھا، مبادا اسے لوٹنا نصیب ہو یا نہ ہو، قافلے لوٹ لئے جاتے تھے، تاہم شوق بیت اللہ خدشات سے ہار نہیں جاتا تھا بلکہ آدمی سفر کی تیاری اور انتظار میں زندگی گزار دیتا تھا، مدینہ کی گلیوں میں آبلہ پا ہونے کیلئے قدم بے تاب رہتے تھے، بیت اللہ کے دیدار کیلئے آنکھوں میں سپنے سجے ہوتے تھے، کشتیوں اور بادبانی جہاز سے کئی کئی دنوں کا سفر اور اس کی صعوبتیں اٹھا کر لوگ جدہ پر لنگر انداز ہوتے تھے، مکہ پہونچتے ہی بیت اللہ پر ایک نظر پڑتی اور سارا گلہ شکوہ دور ہو جاتا تھا، شیفتہ شاعر نے لکھا ہے کہ اس کے سفر حج میں دو سال کی مدت گذر گئی، ان کا جہاز حادثے کا شکار ہو گیا اور وہ بمشکل تمام کشتی اور خشکی سے مکہ پہونچ سکے، علی میاں نے مشکلات سفر کو دیکھ کر لکھا تھا کہ سفر عشق میں سامان راحت کا کیا سوال؟ عشق کا لفظ ان کے متصوفانہ طرز فکر کے پس منظر میں ہے، عبدالماجد دریا بادی نے بادبانی جہاز کے طویل سفر کی مشقت بھری روداد اس طرح لکھی ''صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام اور پھر شام سے پھر صبح، نہ کہیں جہاز رکتا ہے اور نہ کوئی سٹیشن آتا ہے، ہر وقت ایک ہی فضا محیط، ہر سمت ایک ہی منظر قائم، دن طلوع ہوتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں، راتیں آتی ہیں اور گذر جاتی ہیں، نہ کوئی خط، نہ کوئی تار اور نہ کوئی اخبارات، نہ ڈاک کے انبار اور نہ کسی عزیز کی خبر، نہ دوست کی، نہ اپنوں کا حال معلوم اور نہ بے گانوں کا، اپنا مٹی کا گھروندہ ہے کہ ہر لحظہ پیچھے چھوٹتا جا رہا ہے، پر وہ گھر جسے عرش کے مکین نے اپنا گھر کہہ کر پکارا ہے، ہر آن نزدیک سے نزدیک تر

ہوتا جارہا ہے''۔

تصور کریں کہ حج وعمرہ کیلئے انسان کو کس قدر مشکلات سے گذرنا پڑتا تھا، مگر وہ اب کل کی بات ہوگئی ہے، آج دیو ہیکل ہوائی جہاز فضا میں پرواز کررہے ہیں اور سیکڑوں مسافرین کو لے کر مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کررہے ہیں، جدید دور کی اس نعمت عظمیٰ نے سفر حج وعمرہ کو غیر معمولی سہولیات سے ہمکنار کیا ہے، حادثات سے مسافر محفوظ ہوگیا ہے، بدؤوں سے لٹ جانے کا خطرہ بھی اب نہیں رہا، زیارت بیت اللہ کے علاوہ اس نعمت کا جتنا بھی شکرادا کیا جائے کم ہے، مستقبل میں اللہ عازمین بیت اللہ کو مزید سہولتوں سے سرفراز فرمائے گا، خیالات کے گرداب سے ہم اس وقت نکلے جب جہاز جدہ رن وے پر دوڑ رہا تھا، پانچ گھنٹے کی طویل اڑان ہمیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہونچا چکی تھی، جدہ سے مدینہ کیلئے سعودی ایئرلائنز سے پرواز تھی، وقت بہت مختصر تھا، جدہ ایئرپورٹ کے وسیع وعریض عمارت میں الگ الگ راستوں اور سیڑھیوں کو عبور کرتے ہوئے بھول بھلیوں جیسی فیلنگ آرہی تھی، نفسا نفسی کا عالم تھا، ہم جیسے نئے مسافرین کی حالت دیدنی تھی، چند سعودی ریٹرن مدنی فارغین بھی گروپ میں تھے لیکن وہ کمال بے نیازی کے ساتھ صرف اپنے ذہنی پروٹوکول میں رہے اور پورے سفر میں کمفرٹ زون سے باہر نہیں نکلے، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے فاروق سنابلی حفظہ اللہ کو جو ایک ایک ساتھی کی خبر رکھ رہے تھے اور سب کو فلائیٹ میں پہونچا کر اخیر میں اپنی نشست پر آتے تھے۔

دو گھنٹے بعد ہم جہاز سے نکل کر مدینہ ایئرپورٹ پر اپنے لگیز کے انتظار میں laggage belt کے گرد کھڑے تھے، سامان دستیاب ہوا اور ہم بذریعہ بس اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے، وزارہ کی طرف سے خیر مقدم کے لئے افراد ایئرپورٹ پر پہلے سے موجود تھے، وزارۃ الشؤون کی طرف سے ضیوف کیلئے مخصوص بس موجود تھی، بس میں سوفیٹل ہوٹل کے مخصوص روم کی چابی دے دی گئی تھی جسے scan کرنے سے روم آٹو میٹک کھلتا تھا، یہ ایک معیاری اور جدید سہولیات سے آراستہ مہنگا ہوٹل تھا اور مسجد نبوی کے جسٹ سامنے واقع تھا، ہوٹل سے چند قدم چلنے کے بعد ہم مسجد نبوی کے صدر دروازے پر ہوتے تھے، بس نے جب ہوٹل کیلئے رخ تبدیل کیا تو مسجد نبوی کا روشنی میں نہایا ہوا سلسلہ عمارت اور فلک بوس مینارے اچانک سامنے آگئے اور نظر پڑتے ہی پورے وجود میں ایک برقی لہر دوڑ گئی، پہلی نظر جمال وجلال کی تاب نہ لاکر جھک گئی، دل عقیدت ومحبت کے بے پناہ جذبات سے تیز تیز دھڑکنے لگا، یہی وہ مسجد نبوی ہے جسے کھجور کے شاخوں، تنوں اور پتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے تعمیر کیا تھا، وہ آج زمانے اور صدیوں کا سفر طے کرکے جدید طرز تعمیر کی شاہکار اور پرشکوہ عمارت تھی اور رحمت ونور کے ایک مقدس غلاف میں ملبوس تھی۔

آنکھیں دید سے سیراب ہوئیں مگر جبین شوق میں عبودیت کے سجدے مچلنے لگے تھے، کمرے میں پہونچ کر فریش ہوئے اور پہلی فرصت میں سالوں کے انتظار کو زیارت کے لمحوں سے شادکام کرنے اور وجدان واحساس کے پیاسی زمین کو سیراب کرنے مسجد نبوی میں پہونچ گئے، کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوتا ہے جب مسجد نبوی کی وسیع عمارت زائرین سے خالی ہوتی ہو، قالینیں بچھی ہوئی ہیں، قرآن رکھے ہوئے ہیں، مسجد کا ایک ایک گوشہ ذکر و تلاوت کی مدھر اور مدھم آواز سے مسحور ہورہا ہے، وقت گذرتا رہتا ہے لیکن محبان رسول کی بھیڑ چھٹتی نہیں ہے، ہمہ وقت خلق خدا دیوانہ وار اس کی طرف بڑھ رہی ہوتی ہے، اس کی فضاؤوں میں وہ خوشبو ہے جو روح کو معطر کرتی ہے، اس کے فرش پر وہ لمس تازہ

ہے جس کی تاثیر روح تک جاتی ہے، اس کی ہواؤں میں وہ طراوٹ ہے جو وجود کے ریشے ریشے کو باغ باغ کردیتی ہے، بہت پہلے پہونچنے پر بھی اندر جگہ نہیں مل سکی اور صحن کے مرمریں فرش پر نماز ادا کی اور دیر تک قرب کی لطافتوں اور احساس کی رعنائیوں سے لطف اندوز ہوتا رہا، دھوپ کو الیکٹرونک چھتری نے اوپر روک رکھا تھا، اللہ والوں کا شوق بندگی یہاں نظر آتا ہے، نبی سے محبت کا جذبہ آپ کی مسجد کا قرب پا کر نہال ہوجاتا ہے، اندرون مسجد گھنٹوں بیٹھے لوگ نوافل وتلاوت میں مصروف عمل ہوتے ہیں، یہاں صرف پہلی صف نہیں بلکہ اندرون مسجد جگہ پانے کیلئے لوگ ہجوم کرتے ہیں، مگر وہاں بھی بمشکل تمام پہلے پہونچ گئے تو جگہ مل گئی وگرنہ مسجد میں داخل ہوتے ہی زینے سے ٹیرس کی راہ دکھادی جاتی ہے، ٹیرس پر بھی سارے انتظامات کیے گئے ہوتے ہیں، ایک ہزار نماز کے ثواب والی جگہ ہے تو عبادت بھی روحانی لذتوں سے سرشار ہوتی ہے، اینٹ، پتھر اور سمنٹ کی مسجد اسلامی حوالوں کے ساتھ عزت وتقدس کی شاہکار بن جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد جس شان اور طمطراق کے ساتھ جلوہ افروز ہے وہ سعودی حکومت کی نگہداشت اور حسن انتظام کا زندہ ثبوت ہے، مائیک سسٹم، لائٹنگ، صفائی کا معیار، حفاظتی اہلکار، راحت رسانی، منتظم کارعملہ، بھیڑ کی صورت میں مصلیان کی رہنمائی اور کنٹرول، مسجد کی طرف آنے والے راستوں پر ٹریفک کنٹرول، جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کی ہر ممکن کوشش اور دیگر امور معیاری انتظام اور منصوبہ بندی کا پتہ دیتے ہیں، یقینا خادم الحرمین الشریفین کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، ان کی خوبیاں ومحاسن نکل نکل کر سامنے آتی ہیں، ان کی خدمات وآثار جھوم جھوم کر ان کے جذبہ خدمت اور حسن انتظام کی گواہی دیتے ہیں، افواہوں اور پروپیگنڈوں کی زد میں رہنے والی سعودی حکومت کی تصویر یہاں بدلی بدلی نظر آتی ہے، الزامات واتہامات کے جھکڑ یہاں پہونچ کر پرسکون فضا میں تحلیل ہوجاتے ہیں، کذب واتہام کی ساری گند جہاں سے آتی ہے پلٹ کر وہیں چلی جاتی ہے، ہولوکاسٹ پر اتنا جھوٹ نہیں بولا گیا ہوگا جتنا سعودی عرب پر اخوانیوں نے بولا ہے اور بدنام کیا ہے، ان کے خیر میں بھی شر کے پہلو نکال کر بدنام کیا گیا ہے، اللہ مملکت توحید کو شرور وفتن سے محفوظ رکھے آمین۔

مسجد سے نکلنے کے بعد فون پر نظر پڑی تو احباب کے درجنوں کالز اور میسیجز تھے، طبیعت فارغ ہوئی تو دوستوں سے ملاقات کی تمنا دل میں مچلنے لگی جو مدینہ میں موجود تھے، بالخصوص وہ دوست جنھیں میں سوشل میڈیا کے ذریعے جانتا تھا، ہوٹل پہونچنے پر پتہ چلا کہ دکتور ضیاء الحق تیمی مدنی حفظہ اللہ ہوٹل میں تشریف لائے تھے اور چلے بھی گئے، میں آپ سے ملنے کا بہت مشتاق تھا کیونکہ آپ کے مضامین میں اکثر فیسبک پر پڑھتا رہا ہوں، خیر سے شیخ ایک دن پھر ہوٹل میں تشریف لائے اور اس بار انتظار کا سفر ختم ہوا اور شیخ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، شیخ کی اپنائیت، خلوص اور عزت افزائی نے دل موہ لیا، آپ نے جگہ پر کچھ سامان خورد ونوش خرید کر مخلصانہ ضیافت بھی کرڈالی، ہماری خوشی دیدنی تھی، حافظ علیم الدین یوسف حفظہ اللہ سے بھی ملاقات کی آرزو پوری ہوئی، آپ شیخ کلیم یوسف صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں اور بڑے بھائی کی شفقتوں سے مالامال ہیں، ان کی علمی رہنمائی حاصل ہے، یہ جوان رعنا علم ومطالعہ اور تحقیق ودانش کا دلدادہ ہے، ابھی آغاز ہے عہد شباب کیا ہوگا؟ یہ سچ ہیکہ یہ نوجوان علماء اپنی خوبصورت انشاء کی دھوم سوشل میڈیا پر تو نہیں مچا سکے مگر انہوں نے اپنے علم وتحقیق سے ایک زمانے کو متاثر کیا ہے، یہ افسانوں اور ناولوں کی مخلوق نہیں ہیں بلکہ علوم سے بھرپور سلف کی

کتابوں کے خوشہ چیں ہیں، یہ چھلکے نہیں مغز کے متلاشی ہوتے ہیں، یہ ملاقاتیں بھی اس شہر رسول ﷺ کی برکات ہیں، جب دلوں میں خلوص، اپنائیت ہو اور عقیدہ و منہج کی بنیاد پر دوستیاں قائم ہوں تو ان کے ساتھ گذرا ہوا ایک ایک لمحہ بہت پر کیف اور سکون بخش ہوتا ہے اور یہ ملاقاتیں تعلقات کو معتبر اور مستحکم بناتی ہیں۔

امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کے فرزند ارجمند شیخ عبدالرحمن سلفی حفظہ اللہ بھی تشریف لائے اور آپ کے ساتھ طویل وقت گذرا، آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ میں کلیۃ الشریعہ میں زیر تعلیم ہیں، مکہ مدینہ دونوں مقامات پر آپ کی رفاقت رہی اور آپ کی وجہ سے میرے لئے کافی آسانیاں پیدا ہوئیں اور آپ نے قدم قدم پر ساتھ دیا، آپ کے رفیق خاص عبدالرحمن نیپالی بھی ساتھ تھے جو ماجستیر میں ہیں اور عبدالحق سلفی بھی ساتھ ساتھ رہے جو ایک کمپنی میں ملازم ہیں، حائل سے مکہ کیلئے دکتور وسیم محمدی حفظہ اللہ و تولاہ بھی محو سفر تھے، مدینہ میں کچھ دوستوں سے بہر ملاقات ٹھہرے ہوئے تھے، مسجد کے گیٹ پر موبائیل نے ہم کو ملا دیا، آپ کے ساتھ وقت بہت تیزی سے گذر گیا اور لذت کام و دہن کا سلسلہ بھی چلا، آپ کی شاہکار کتاب ''سنگ گراں'' کی چند کاپیاں میں ساتھ لایا تھا، آپ کی وقیع تحریروں پر مبنی کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جس کے بارے میں سوشل میڈیا پر میں لکھ بھی چکا ہوں، فیسبک پر آپ کی معیاری تحریروں کا اہل علم کو انتظار رہتا ہے، آغاز سفر ہی سے شیخ ابو احمد کلیم الدین یوسف حفظہ اللہ سے فون پر گفتگو ہوتی رہی ہے، منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد شیخ محترم بہ نفس نفیس اپنی کار سے تشریف لائے اور مجھے مدینہ یونیورسٹی بھی لے گئے، شیخ کلیم یوسف حفظہ اللہ کو کون نہیں جانتا ہے؟ منہج کے تئیں آپ کی خدمات لائق تحسین ہیں، جب بھی کوئی منہ زور قلم منہج کا رخ کرتا ہے تو شیخ کلیم یوسف حفظہ اللہ اپنے دلائل سے اس کا رخ موڑ دیتے ہیں، دفاع منہج سلف آپ کی ترجیح ہے، علم گہرا ہے، تحقیقی ذوق ہے، جامعہ اسلامیہ میں آپ استاد ہیں، آپ سے ممبئی میں ملاقات ہو چکی ہے اور آپ جامعۃ التوحید میں بھی تشریف لا چکے ہیں۔

اگر شاہ فہد سنابلی حفظہ اللہ اور عزیزم خیر الامین سلمہ کا تذکرہ نہ کیا تو تذکرہ نامکمل ہوگا، آپ بھی خاکسار کی آمد کا سن کر تشریف لائے اور میرے روم میں دیر تک آپ دونوں دوستوں سے سلسلہ گفتگو جاری رہا، آپ دونوں دوست جامعہ اسلامیہ میں کلیۃ الشریعہ کے طالب علم ہیں، خیر الامین فیسبک سے مجھے جانتے ہیں، آپ کے اخلاق کریمانہ اور اطوار شریفانہ سے بہت متاثر ہوا، شاہ فہد بھائی اور خیر الامین نے مجھے باہر مارکیٹ کی سیر کرائی اور کچھ ضروری خریداری بھی کی، جامعہ اسلامیہ مدینہ کی لائبریری کو میں آپ کے ذریعہ دیکھ سکا، جامعہ اسلامیہ مدینہ پر ہماری گفتگو آئندہ قسط میں ہوگی۔ ایک روز دکتور عبید اللہ باقی اسلم حفظہ اللہ بھی سر راہ مل گئے، یہ ملاقات بھی نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی، آپ سے ملنے کی بھی خواہش تھی سو اللہ نے ملا دیا، شمیم احمد جامعۃ التوحید کے وہ ہونہار طالب علم ہیں جنھوں نے جامعہ کے بعد کئی بڑے اداروں سے خوشہ چینی کی اور فارغ بھی ہوئے، مگر جامعۃ التوحید سے رسم وفا ہمیشہ نبھائی ہے، اپنی محنت، صلاحیت اور رسوخ سے جامعہ کو فیض پہونچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، آپ جیسے باصلاحیت اور حوصلہ مند شاگرد جامعہ کی نیکنامی کا ذریعہ ہیں، مدینہ کلیۃ الشریعہ میں زیر تعلیم ہیں اور مجھ سے ملنے ہوٹل تشریف لائے اور پھر ابناء قدیم جامعہ سلفیہ کے پروگرام میں جامعہ اسلامیہ لے کر گئے جس کا تذکرہ اگلی قسط تک ادھار رہیگا۔

فقہ وفتاویٰ

حج کے متعلق بعض مسائل وفتاوے

● شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی (مدیر مجلہ الجماعۃ ممبئی)

سوال: حج یا عمرہ میں حجر اسود کو چومنے یا چھونے یا اسی طرح رکن یمانی کو چھونے کا کیا حکم ہے؟ آجکل بھیڑ بھاڑ بہت زیادہ ہوتی ہے ایسی صورت میں کیا کیا جائے وضاحت فرمائیں؟

جواب: شرعی طور پر طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا یا چومنا سنت ہے واجب اور ضروری نہیں، اگر آسانی سے میسر ہو سکے تو پھر بوسہ دیا جائے ، اور اگر میسر نہیں ہوتا تو پھر حجر اسود کی طرف اشارہ ہی کافی ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم کی درج ذیل روایات میں ذکر ہے:

"إني لأعلم أنك حجر لا تضر ولا تنفع، ولولا أني رأيت النبي ﷺ يقبلك ما قبلتك".(مسلم)

"رأيت ابن عمر استلم الحجر بيده ثم قبل يده، وقال: ما تركته منذ رأيت رسول الله ﷺ يفعله".[مسلم]

"طاف رسول الله ﷺ على بعير كلما أتى على الركن أشار إليه بشيء في يده وكبر".[بخاری]

اسی بنیاد پر علامہ ابن العثیمین رحمہ اللہ حجر اسود کے چومنے اور چھونے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسکے کل چار مراتب ہیں:

سب سے پہلے ممکن ہو تو اسے ہاتھ سے چھوا جائے اور بوسہ دیا جائے پھر اگر یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوما جائے پھر اگر ایسا ممکن نہ ہو تو چھڑی یا کسی لکڑی کے ذریعہ چھو کر اسے چوما جائے اور یہ سنت عموما سواری پر طواف کرنے والے کے لئے ہے اور اسکے بعد اگر یہ سب ممکن نہ ہو تو صرف اسکی طرف اشارہ کیا جائے اور یہ چاروں مراتب پر بغیر کسی اذیت اور مشقت کے عمل ممکن ہو تو کیا جائے۔[ملخص از الشرح الممتع:7/238]

بعض لوگ حجر اسود کو چھونے کے لیے بہت زیادہ اژدھام کرتے ہیں کہ انہیں خود بھی تکلیف ہوتی ہے اور وہ دوسروں کو بھی تکلیف سے دوچار کرتے ہیں ، اور بعض اوقات تو یہ دھکا مکی خواتین کے ساتھ بھی ہوتی ہے جس میں نفس امارہ کے شہوت و برائی پر ابھارنے سے آدمی برائی میں مبتلا ہو سکتا ہے۔اس لئے اس طرح دھکا مکی کے ساتھ حجر اسود کو چومنا درست نہیں۔

علامہ ابن العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

طواف کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ طواف میں اطمینان اور سکون اور وقار اختیار کرے تاکہ وہ صحیح طریقہ سے اللہ تعالی کی اطاعت میں لگ سکے اسی لیے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''بیت اللہ کا طواف، وصفا مروہ کی سعی، اور جمرات کو کنکریاں مارنا صرف اللہ تعالی کے ذکر کے لیے ہے''۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حجر اسود کا بوسہ لیے بغیر

طواف یا حج وعمرہ صحیح نہیں ہوگا، اور حجر اسود کا بوسہ لینا طواف یا حج وعمرہ کے لیے شرط ہے، ان لوگوں کا یہ خیال غلط ہے، اس لیے کہ حجر اسود کو چومنا ایک سنت ہے، اور وہ بھی مستقل سنت نہیں بلکہ صرف طواف کرنے والے کے لیے سنت ہے، مجھے اس کا علم نہیں کہ طواف کے بغیر بھی حجر اسود کا بوسہ لینا مسنون ہے، لہٰذا اس بنا پر ہم یہ کہیں گے کہ:

جب حجر اسود کا بوسہ لینا سنت ہے اور واجب اور شرط نہیں ہے تو جو شخص حجر اسود کا بوسہ نہیں لیتا، اسکے بارے میں ہم یہ نہیں کہیں گے کہ اس کا طواف صحیح نہیں یا پھر اس کا طواف ناقص ہے اور اس بنا پر اُسے گناہ ہوگا، بلکہ اس کا طواف صحیح ہے، چنانچہ اگر وہاں پر شدید اژدھام ہو تو پھر استلام کی بجائے صرف اشارہ کرنا ہی افضل ہے، اس لیے کہ اژدھام کے وقت نبی ﷺ نے یہی عمل کیا تھا، اور اس لیے بھی کہ انسان اس طرح ایک دوسرے کو تکلیف دینے سے بچ جائیں گے۔

لہٰذا اگر کوئی سائل ہمیں یہ پوچھتا ہے کہ: مطاف میں بھیڑ ہو تو آپ کی رائے کیا ہے کہ آیا میں دھکا مکی کر کے حجر اسود کا بوسہ لوں اور اس کا استلام کروں یا افضل اور بہتر یہ ہے کہ میں صرف اس کی طرف اشارہ ہی کرلوں؟

اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے:

افضل اور بہتر یہ ہے کہ آپ اس کی طرف اشارہ کرلیں، کیونکہ سنت طریقہ نبی ﷺ سے اسی طرح ثابت ہے، اور سب سے بہتر اور افضل طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہی ہے۔

رہی بات رکن یمانی کا بوسہ لینے کی تو نبی ﷺ سے صرف اسکا چھونا ثابت ہے، بوسہ لینا ثابت نہیں ہے، اور جب کوئی عبادت نبی ﷺ سے ثابت نہ ہو تو اسے بجالانا بدعت ہے اور کسی بھی لحاظ سے وہ قربِ الٰہی کا ذریعہ نہیں بن سکتی، تو اس بنا پر انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ رکن یمانی کا بوسہ لے، کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ایسا کرنا ثابت نہیں، بلکہ یہ ایسی ضعیف حدیث سے ثابت ہے جو حجت کے قابل ہی نہیں ہے۔

بعض لوگ جب حجر اسود یا رکن یمانی کا استلام کرتے وقت اُسے کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اس کے لیے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں اور ایسا کرنا غلط ہے کیونکہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے افضل اور بہتر ہے، اور بایاں ہاتھ تو ایسے کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو ناگوار سے ہوں، مثلاً اس سے استنجاء، اور ناک وغیرہ صاف کیا جاتا ہے، لیکن بوسہ لینے اور احترام والی جگہوں میں تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔

لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام تبرّک ہے نہ کہ عبادت لہٰذا وہ تبرک کیلئے اسے چھوتے اور استلام کرتے ہیں، حالانکہ یہ بلاشک وشبہ مقصد ہی نہیں ہے، کیونکہ حجر اسود کا استلام اور اس کا بوسہ لینے کا مقصد تو اللہ تعالی کی تعظیم ہے، اور اسی لیے نبی کریم ﷺ نے جب حجر اسود کا استلام کیا تو اللہ اکبر کہا، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا مقصد اللہ تعالی کی تعظیم ہے نہ کہ اس پتھر کو چھو کر تبرک حاصل کرنا۔

اور اسی لیے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا استلام کرتے اور اس کا بوسہ لیتے ہوئے یہ فرمایا تھا:

’’اللہ کی قسم مجھے یہ علم ہے کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی کسی بھی قسم کا نقصان پہنچا سکتا ہے، اور اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا

تو میں کبھی بھی تیرا بوسہ نہ لیتا''۔

اس غلط گمان - حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام تبرک کے لیے کیا جاتا ہے - نے تو لوگوں کو یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے سے بیٹے کو لاتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے حجر اسود یا رکن یمانی کو چھو کر پھر وہی ہاتھ جس سے اس نے حجر اسود یا رکن یمانی چھوا تھا اپنے بچے پر پھیرتے ہیں۔

یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے روکنا ضروری ہے، اور لوگوں کو یہ بیان کرنا لازمی ہے کہ اس طرح کے پتھر نہ تو کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی بھی قسم کا نقصان دیتے ہیں، اور انہیں چھونے اور استلام کرنے کا مقصد تو صرف اور صرف اللہ تعالی کی تعظیم اور احیائے ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء و پیروی ہے۔

یہ اور اسی طرح کے دوسرے اعمال شرعی نہیں بلکہ یہ بدعات ہیں جن پر عمل کرنے والے کو کسی بھی قسم کا فائدہ نہیں ہو سکتا، لیکن اگر ایسا کرنے والا جاہل ہو اور اس کے ذہن میں یہ بات تک نہ آئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے تو امید ہے کہ اسے معافی مل جائے گی، لیکن اگر اسے علم ہے کہ یہ کام بدعت ہے اور یا پھر وہ دینی معاملات و مسائل کا علم حاصل کرنے میں سستی و کاہلی سے کام لیتا ہے تو پھر وہ گنہگار ہوگا۔

(ملخص از کتاب دليل الأخطاء التي يقع فيها الحاج والمعتمر للشيخ ابن عثيمين)

عالم اسلام کے مایہ ناز عالم دین اور سعودی عرب کے مفتیٔ عام علامہ ابن باز رحمہ اللہ کا اس بابت ایک سوال کے جواب میں دیا گیا فتوی درج ذیل ہے:

فرماتے ہیں کہ: اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے طواف کرتے وقت حجر اسود کو داہنے ہاتھ سے چھونے اور اگر ممکن ہو تو اسے چومنے کا حکم دیا ہے۔ یہی سب سے بہتر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر پڑھ کر اسے چھوا اور بوسہ دیا، پس یہ سنت ہے۔ اور اسی طرح رکن یمانی کا مسئلہ ہے، اگر اسے چھونا آسان ہو تو وہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر چھوئے۔ جہاں تک کعبہ کے باقی حصوں کا تعلق ہے تو ان کو چھونا یا چومنا یا کوئی اور چیز مستحب نہیں۔ (موقع الشیخ ابن باز)

سوال: کنکری مارنے میں نیابت کرنا یا کسی کو اپنا وکیل بنانا کیسا ہے خاص طور پر موجودہ زمانے جب بھیڑ بھاڑ زیادہ ہوتی ہے وضاحت فرمائیں؟

جواب: بنیادی اصول یہ ہے کہ جو شخص خود کنکریاں پھینک سکتا ہے اور اسکے پاس کوئی عذر نہ ہو تو وہ خود اپنی کنکریاں مارے اسے اجازت نہیں کہ وہ اپنی طرف سے دوسرے کو کنکریاں پھینکنے کے لئے وکیل بنائے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر صحت مند ہو تو اسے کسی دوسرے کو کنکریاں سونپنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ خود کنکریاں مارنا چاہیے، کیونکہ جب وہ حج کا احرام باندھے تو اسے پورا کرنا چاہیے، چاہے وہ نفلی حاجی ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ حج شروع کرنے کیلئے اسے پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (البقرة: 196) اور اسی طرح عمرہ پر بھی لاگو ہوتا ہے، جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے کہ اگر وہ اسے شروع کرے تو اسے مکمل کرے، جب تک کہ اس کی

استطاعت ہو، اسے حج کے کچھ اعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔[شرعی فتوؤں کا سلسلہ - حج فتویٰ/خالد الجریسی: صفحہ: 107]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''کسی عورت یا کسی اور کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کنکریاں مارنے کے لیے کسی کو مقرر کرے، کیونکہ کنکریاں پھینکنا حج کے اعمال میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو''۔''

اسی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ نے کمزور اہل خانہ کو رات کے وقت مزدلفہ سے نکلنے، تاکہ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے منیٰ پہنچ جائیں اور جمرات عقبہ میں کنکریاں پھینکیں، آپ ﷺ نے ان کو کنکریاں پھینکنے کی اجازت نہیں دی، اسی طرح آپ ﷺ نے اونٹوں کے ہانکنے والوں کو کنکریاں پھینکنے کی اجازت نہیں دی۔ ان کی طرف سے کنکریاں مارنا اس بات کا ثبوت ہے کہ کنکریاں پھینکنے کا ذمہ دار خود حاجی ہے۔[مجمع فتاوی ابن عثیمین: 23/107]

البتہ اگر گر کوئی شخص کسی جائز وجہ سے کنکری پھینکنے سے عاجز ہو، مثلاً بیماری، یا کمزوری جو اسے ہجوم کی وجہ سے کنکری مارنے کی دشواری برداشت کرنے سے روکتی ہو، یا بڑھاپا جو اسے کنکری پھینکنے سے روکتا ہو، یا عورت کو اپنے جنین کا خوف ہو یا اسی طرح کے عذر کی وجہ سے، تو اس صورت میں وکیل یا نائب مقرر کرنا جائز ہے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص بیمار ہو، قید ہو یا اس کے پاس کوئی عذر ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی کو کنکری مارنے کے لیے مقرر کرے''۔[المغنی: 3/257]۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کسی بیمار کی طرف سے کسی کو کنکری مارنے کے لیے مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یا ایسی عورت جو ایسا کرنے سے عاجز ہے، جیسے کہ حاملہ عورت، بھاری بوجھ والی عورت، یا کمزور عورت جو کنکریاں پھینکنے سے عاجز ہو''۔[مجموع فتاوی ابن باز: 17/301]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر حاجی اپنے بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے یا حاملہ عورت یا نابینا عورت یا مرد جو تھک جانے کی وجہ سے پتھر پھینکنے سے عاجز ہو تو اس کے لیے ضرورت کی بنیاد پر کسی کو مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔[فتاوی ابن عثیمین: 23/119]

سوال: حائضہ عورت کے حج وعمرہ کا حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: جب کوئی حائضہ عورت حج کا ارادہ رکھتی ہو اور میقات سے گزرے تو اسے میقات سے احرام باندھنا چاہیے اور جب مکہ پہنچے تو وہ حج کے سارے اعمال کرے گی لیکن صرف بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے مابین سعی نہیں کرسکتی بلکہ وہ ان دونوں کو مؤخر کردے اور پاک صاف ہونے کے بعد طواف اور سعی کرے گی، اور وہ عورت جسے احرام باندھنے کے بعد اور طواف کرنے سے قبل ماہواری شروع ہوجائے وہ بھی اسی طرح کرے گی۔

لیکن وہ عورت جسے طواف کرنے کے بعد ماہواری شروع

ہوجائے وہ صفا مروہ کے مابین سعی کرے گی اگرچہ وہ حالت حیض میں ہی کیوں نہ ہو۔

عالم اسلام کے معروف فقیہ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ اس بابت لکھتے ہیں کہ:

جو عورت بھی عمرہ کرنا چاہتی ہو اس کے لیے احرام کے بغیر میقات تجاوز کرنا جائز نہیں چاہے وہ حالت حیض میں ہی کیوں نہ ہو بلکہ وہ ماہواری کی حالت میں ہی احرام باندھے گی اور اس کا احرام صحیح ہوگا، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

نبی ﷺ ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے اور حجۃ الوداع کا ارادہ تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ذی الحلیفہ کے مقام پر بچہ جنم دیا تو انہوں نے نبی ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ اب وہ کیا کریں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

غسل کرکے کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔

اور حیض کا خون بھی نفاس کے خون جیسا ہی ہے لہٰذا ہم حائضہ عورت سے یہ کہیں گے کہ جب وہ حج یا عمرہ کے ارادہ سے میقات پر پہنچے تو غسل کرکے کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لے۔

استثفری کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ پر کپڑا باندھ لے اور پھر وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے، لیکن جب وہ احرام باندھ لے اور مکہ پہنچے تو وہ پاک صاف ہونے تک بیت اللہ نہ جائے اور نہ ہی طواف کرے، اور اسی لیے نبی کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب وہ دوران عمرہ حائضہ ہوگئی تھیں تو انہیں یہ فرمایا تھا:

تم حاجیوں والے سارے اعمال کرو اور پاک صاف ہونے تک صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ [یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے]

اور صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب وہ پاک صاف ہوئی تو انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی بھی کی۔

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب کوئی عورت حالت حیض میں حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے یا اسے طواف سے قبل حیض آجائے تو وہ پاک صاف ہونے اور غسل کرنے سے قبل بیت اللہ کا طواف اور سعی نہیں کرے گی، لیکن اگر اس نے طہر کی حالت میں طواف تو کرلیا لیکن طواف مکمل کرنے کے بعد اسے حیض آجائے تو وہ صفا مروہ کی سعی جاری رکھے گی اگرچہ وہ حالت حیض میں ہی ہو اور سعی کے بعد سر کے بال کٹوا کر اپنے عمرہ سے فارغ ہوجائے گی، کیونکہ صفا مروہ کے مابین سعی کرنے کے لیے طہارت اور وضوء شرط نہیں ہے۔ [60 سوالا فی الحیض سوال نمبر: 54]

اس بابت سعودی عرب کی دائمی فتوی کمیٹی کا جواب یہ ہے کہ:

حیض حج کرنے میں مانع نہیں، لہٰذا جو عورت بھی حالت حیض میں احرام باندھے وہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی سارے اعمال حج ادا کرے گی، اور جب وہ حیض سے فارغ ہوکر غسل کرکے پاک صاف ہوجائے تو بیت اللہ کا طواف کرلے۔

اور نفاس والی عورتوں کا بھی یہی حکم ہے، لہٰذا جب یہ عورت ارکان حج ادا کرلے تو اس کا حج صحیح ہوگا۔

[فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: 11/172-173]

آئینۂ جمعیت و جماعت

جمعیت کی دعوتی و تعلیمی سرگرمیاں

ادارہ

مارچ 2025 میں الحمدللہ ماہ رمضان 1446ھ اپنے تمام رعنائیوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوا جس کی رحمتوں اور برکتوں سے لوگوں نے دینی ایمانی وتربیتی ہر اعتبار سے فائدہ اٹھایا، اللہ رب العالمین نے اس ماہ مبارک میں برکت عطا فرمائی ہے۔ اس ماہ مبارک میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی دعاۃ نے الحمدللہ بڑے ہی منظم انداز میں اپنے دعوتی مشن کو جاری وساری رکھا، رمضان کے شروع ہوتے ہی جامع مسجد اہل حدیث حسن رائل گارڈن کوسہ ممبرا میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کا درسِ قرآن بوقت 12 بجے تا نماز ظہر شروع ہوا جس میں شیخ محترم نے ''سورہ یٰس'' کی تفسیر وتوضیح بڑے ہی مفصل انداز میں پیش فرمایا، اس درس سے رائل گارڈن اور قرب وجوار کے مصلیان نے خصوصی طور سے رمضان المبارک کے موقع پر وقت نکال کر لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور قرآن کی روشنی سے اپنے دلوں کو منور فرمایا۔

اسی طرح صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی اور جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا کے امام وخطیب شیخ فیض الرحمن رحمانی رحفظہ اللہ نے ماہ رمضان المبارک میں بروز اتوار اور جمعرات تراویح کے بعد نماز تراویح میں پڑھی گئی آیات میں سے چند مخصوص آیات کی تفسیر وتوضیح پیش کی اور بروز سنیچر وبدھ شیخ انصار زبیر محمدی اعظمی رحفظہ اللہ نے قنوت وتر دعا کی تشریح توضیح پیش کی نیز بعد نماز فجر تراویح میں پڑھی گئی آیتوں کی مختصر توضیح وتشریح پورے ماہ رمضان میں شیخ فیض الرحمن رحفظہ اللہ نے پیش کیا جسے وہاں کی عوام نے بڑے ہی انہماک کے ساتھ سماعت کیا اور بھرپور فائدہ اٹھایا۔

2 رمارچ مطابق یکم رمضان بروز اتوار مسجد اہل حدیث کوپرکھیرنے نوی ممبئی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کا خصوصی درس ''ماہ رمضان اور تلاوت قرآن'' کے موضوع پر رکھا گیا جس میں شیخ محترم نے ماہ رمضان کی فضیلت نیز قرآن مجید کی تلاوت کے فضائل کو بیان کیا اور رمضان وقرآن کا آپس میں کتنا گہرا تعلق ہے اسے بھی قرآن اور احادیث کے دلائل سے واضح کیا اور خصوصی طور پر ماہ رمضان میں قرآن کی تلاوت کے اہتمام پر لوگوں کو ابھارا۔

9 رمارچ بروز اتوار بعد نماز ظہر مسجد اقصی چیتا کیمپ ٹرامبے ممبئی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کا خصوصی درس رکھا گیا جس میں شیخ محترم نے ''زکوۃ کے متعلق غلط فہمیاں'' کے موضوع پر بہت ہی اہم اور مفصل خطاب فرمایا۔

16 رمارچ بروز اتوار مسجد اہل حدیث کونڈوا پونے میں صوبائی جمعیت اہل حدیث کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے ''رمضان کے آخری عشرے کی فضیلت'' کے موضوع پر روشنی ڈالی اور خصوصا رمضان کے آخری عشرے میں زیادہ سے زیادہ عبادت وریاضت کرنے کی تلقین کی۔

21 / مارچ مسجد اہل حدیث اقصی یروڈا پونے میں شیخ عنایت اللہ مدنی / حفظہ اللہ نے ''ہدایت کے بعد گمراہی کیسے؟'' اہم موضوع پر روشنی ڈالی۔

23 / مارچ مسجد اہل حدیث الوے نوی ممبئی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ مدنی / حفظہ اللہ نے ''رمضان کے آخری عشرے کی فضیلت'' پر خصوصی خطاب فرمایا۔

23 / مارچ بروز اتوار بعد نماز عصر تا مغرب مسجد اہل حدیث کمہار واڑا، مسلم نگر دھاراوی ممبئی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی شیخ فیض الرحمن رحمانی / حفظہ اللہ نے ''ماہ رمضان ماہ غفران'' جیسے اہم موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے بہت سارے مواقع فراہم کیے ہیں انہی میں سے بہت ہی اہم موقعہ ماہ رمضان کا ہے جس میں اللہ تبارک وتعالی ہمارے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جو ماہ رمضان کو پائے اور پھر اپنی بخشش نہ کروا سکے لہٰذا اس مبارک مہینے میں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں کی مغفرت کے تمام مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اور اپنے گناہوں کی مغفرت کروالیں کیونکہ اللہ رب العالمین بہت زیادہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اسی طرح عید الفطر کے موقع سے لوگوں کو اپنے امداد فراہمی، زکوۃ وصدقات کے ذریعے غریبوں اور مسکینوں کی ہمدردی اور ان کی مدد کرنے پر بھی ابھارا اور ربانی مسلمان بننے کی تلقین کی صرف رمضانی مسلمان بن کر دیگر مہینوں میں عبادات سے کوسوں دور رہنے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس سے اجتناب کرنے کی نصیحت کی۔

25 / مارچ 2025 کو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ مدنی / حفظہ اللہ نے مہسلہ کوکن میں ''سیرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ'' کے موضوع پر بہت ہی اہم درس پیش فرمایا جس میں قرب و جوار کے مصلیان واحباب جماعت نے شرکت کی اور بڑے غور سے سماعت کیا اور اس اہم درس سے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔

27 / مارچ مطابق رمضان کی ستائیسویں شب میں مسجد اہل حدیث توحید دوستی پلانیٹ ممبرا میں شیخ عنایت اللہ مدنی / حفظہ اللہ نے ''آخری عشرے میں محنت کا معنیٰ'' جیسے اہم موضوع پر خصوصی درس پیش کیا۔

اسی طرح امیر محترم شیخ عبد السلام سلفی / حفظہ اللہ نے صفہ فاؤنڈیشن ممبرا میں خطاب کرتے ہوئے ''علم دین کا سیکھنا فرض کیوں؟'' اس موضوع کی بھرپور وضاحت کی اور موجودہ دور میں علم دین کی اہمیت کے پیش نظر دین کے علم کو سیکھنے پر زور دیا اور علماء کی اہمیت اور ان کے مقام و مرتبے کو پہچاننے اور ان کی عزت واحترام کرنے کی تلقین کی اور احباب جماعت کو خصوصی طور پر نوجوانوں کو علماء سے جڑے رہنے پر ابھارا اور ان سے وابستگی کی اہمیت اور اس کے فوائد کو بھی بیان کیا۔

10 اور 11 / اپریل شیخ عنایت اللہ مدنی / حفظہ اللہ نے ڈوکا ڈیہہ صاحب گنج جھارکھنڈ کے ایک اہم کانفرنس میں شرکت کی جس میں ''اسلامی معاشرے میں مدارس اسلامیہ کی اہمیت وضرورت'' اور ''امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور حل'' جیسے اہم موضوعات پر کتاب وسنت کی روشنی میں خطاب فرمایا۔

13 / اپریل بیت السلام کمپلیکس کھیڈ رتنا گری میں شیخ عنایت اللہ مدنی / حفظہ اللہ نے ''رمضان کے بعد کیا؟'' جیسے اہم موضوع پر خصوصی درس پیش کیا۔

20/ اپریل جمعیت اہل حدیث کی جانب سے منعقد رئیس ہائی اسکول بھیونڈی میں حج تربیتی پروگرام میں شیخ عنایت اللہ مدنی/حفظہ اللہ نے شرکت کی اور حجاج کرام نیز عوام کو مناسک حج کے سلسلے میں اہم تربیتی درس پیش کیا۔

22/ اپریل 2025 مسجد اہل حدیث سلمان فارسی روحہ رائے گڑھ میں امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ نے خصوصی خطاب فرمایا جس میں ''بلند اخلاق: اہمیت وضرورت'' پر روشنی ڈالتے ہوئے اخلاق حسنہ کو اپنانے اور نبی محترم ﷺ کے اسوہ کو آئیڈیل اور نمونہ بنانے کی تلقین کی اور واضح کیا کہ اخلاق حمیدہ ہی وہ اہم خصلت اور صفت ہے جس کی بنیاد پر اپنے تو اپنے غیر بھی عزت ومحبت سے پیش آتے ہیں۔

26۔27/ اپریل بروز سنیچر اتوار صبح نو بجے تا نماز ظہر جامع مسجد الفرقان گلوبل ویلیج ایم ایم سٹی شل نوی ممبئی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے زیر سرپرستی اور ضلعی جمعیت اہل حدیث ممبرا کے زیر اہتمام دوروزہ ''حج تربیتی پروگرام'' کا انعقاد ہوا جس میں شیخ عبدالحکیم مدنی، ڈاکٹر فاروق عبداللہ نارائن پوری، شیخ نثار مدنی، شیخ ارشد سکراوی، شیخ عنایت اللہ مدنی، شیخ عاطف سنابلی اور شیخ الطاف الرحمن سلفی حفظہم اللہ نے ممبئی واطراف کے عازمین حج مرد وخواتین نیز عوام الناس کی قرآن وسنت کی روشنی میں تربیت کرتے ہوئے حج کی اہمیت وفضائل بیان کیا۔ اسی طرح حجاج سے ہونے والی عام غلطیوں پر بھی آگاہ کیا اور مکمل حج کا طریقہ تطبیق کے ساتھ بیان کیا ساتھ ہی مدینہ کی زیارت کے آداب اور ضروری مسائل کی رہنمائی فرمائی اور آخر میں امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ نے اپنے صدارتی کلمات میں حج کے مقاصد اور خاص کر نبی آخر الزماں ﷺ کا حجۃ الوداع کے خطبہ میں توحید، مساوات اور احترام انسانیت کا درس واضح کر کے لوگوں کو اس کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ نظامت کے فرائض حافظ نیاز سنابلی/حفظہ اللہ نے بحسن وخوبی انجام دیئے۔

30/ اپریل کو مقامی جمعیت اہل حدیث بھنڈی بازار، اون، سورت گجرات کے جانب سے منعقد ایک اہم پروگرام میں شیخ عنایت اللہ/مدنی حفظہ اللہ نے ''نوجوانوں کی ذمہ داریاں'' جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے توصیات کا اجراء:

ممبئی عروس البلاد ہے یہ شہر جو اقتصادی طور پر ہندوستان کا ایک مشہور شہر ہے جہاں ہر قسم کے افراد الحمدللہ زندگی گزار رہے ہیں، ممبئی شہر کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ہندوستان کے کونے کونے میں چل رہے مدارس وجامعات کی کفالت یہاں کے اہل خیر حضرات کے تعاون سے جاری وساری ہے، ماہ رمضان المبارک ان تمام جامعات ومدارس کے لیے ایک سنہری موقع ہوتا ہے جہاں سے سفرائے کرام بغرض تعاون ممبئی جیسے شہر کا رخ کرتے ہیں ان سفرائے کرام کے اداروں کی تحقیق اور ان کی توثیق صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی جانب سے کر کے ایک تصدیق نامہ جاری کیا جاتا ہے اور اسی تصدیق نامہ کی بنیاد پر ممبئی کی مساجد میں اور ممبئی کے مخیرین حضرات کے یہاں ان مدارس وجامعات اور مکاتب کے سفراء کو حصول تعاون کا موقع ملتا ہے۔ الحمدللہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے امسال تقریبا 470 مدارس وجامعات اور مکاتب کو توصیات جاری کیا جس کی بنیاد پر ممبئی جیسے شہر میں ان جامعات ومدارس کے سفراء کرام نے اپنے مدرسوں اور جامعات ومکاتب کے لیے بھرپور تعاون حاصل کیا۔

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
May-June 2025

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمداللہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کررہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

- تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- علماء وائمہ کے لئے سالانہ دورۂ تدریبیہ
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- مجلہ الجماعہ کی اشاعت۔
- کتابوں کی مفت تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون اور آسمانی وزمینی آفات پر بھرپور مدد۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

A1 Grafix Studio : +91-9819189965

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai
subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com